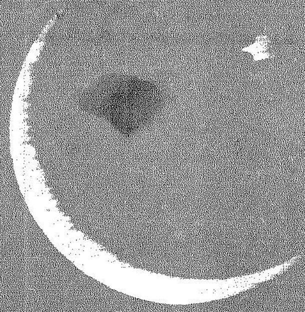


خدام الدین

لاہور

3/6

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

۲۱ جون ۱۹۵۷ء

کے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ اَسَامِعَ خَلْقِهٖ وَ حَقَّرَهٗ وَ صَغَّرَهٗ (رواہ البیہقی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص اپنے عمل کی تشہیر کرے (یعنی لوگوں کو سنائے کہ اس نے یہ عمل کیا ہے) خداوند تعالیٰ اس کے ریا کے عمل کو اپنی مخلوق کے کانوں تک پہنچائے گا (یعنی اس کی ریاکاری کا اظہار کرے گا) اور اس کو ذلیل و رسوا بنائے گا۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الْاٰخِرَةِ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَ جَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ وَ اَتَتْهُ الدُّنْيَا وَ هِيَ رَاغِمَةٌ وَ مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الدُّنْيَا جَعَلَ اللّٰهُ الْفَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَ شَتَّتَ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَ لَا يَاْتِيْهِ مِنْهَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ (رواہ الترمذی و احمد والدارمی)

ترجمہ: حضرت انس کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کی نیت (اعمال خیر) آخرت کی طلب ہو اللہ تعالیٰ اس کو غنا قلبی عطا فرماتا ہے (یعنی اس کو مخلوق کی پرواہ نہیں رہتی) اور اس کی پریشانیوں کو جمع کر کے اطمینان خاطر بخشتا ہے۔ دنیا اس کے پاس آتی ہے اور وہ دنیا کو ذلیل و خوار سمجھتا ہے اور جس شخص کی نیت (اعمال میں) دنیا کا حاصل کرنا ہو۔ خداوند تعالیٰ افلاس کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے (یعنی فقر و افلاس اس کو محسوس ہونے لگتا ہے) اس کے کاموں میں انتشار اور پریشانی پیدا کرتا ہے اور دنیا اس کو صرف اس قدر ملتی ہے جتنا کہ خدا نے اس کے لیے مقدر کیا ہے (ترمذی)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ خَرَجَ يَوْمًا اِلٰى مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَوَجَدَ مُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ يُبْكِيْنِيْ شَيْءٌ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ يَسِيْرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَ مَنْ عَادٰى لِلّٰهِ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهَ بِالْمُحَارَبَةِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْاَبْرَارَ الْاَتْقِيَاءَ الْاَخْفِيَاءَ الَّذِيْنَ اِذَا غَابُوْا لَمْ يُفْتَقَدُوْا وَ اِنْ حَضَرُوْا لَمْ يُدْعَوْا وَ لَمْ يُقَرَّبُوْا قُلُوْبُهُمْ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى يَخْرُجُوْنَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ۔ (رواہ ابن ماجۃ والبیہقی)

ترجمہ: حضرت عمرؓ بن خطاب کہتے ہیں کہ وہ ایک روز مسجد نبوی کی طرف گئے تو معاذ بن جبل کو نبی صلی اللہ کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا وہ اس وقت رو رہے تھے۔ عمرؓ نے پوچھا معاذؓ تم کیوں رو رہے ہو؟ معاذ نے کہا مجھ کو وہ بات رلا رہی ہے جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تھوڑا ریا (بھی) شرک ہے اور یہ کہ جو شخص خدا دوست سے دشمنی رکھے (یعنی اس کو نقصان و اذیت پہنچائے) اس نے گویا خدا سے جنگ کی۔ اور مقابلہ کیا۔ خدا تعالیٰ نیکوکاروں۔ پرہیزگاروں اور ان مخفی حال لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔ کہ جب وہ نظروں سے غائب ہوں تو ان کو پوچھا نہ جائے اور جب موجود ہوں تو ان کو بلایا نہ جائے (اور اگر بلایا جائے) تو پاس نہ بٹھایا جائے۔ ان لوگوں کے دل چراغ ہدایت ہیں اور یہ لوگ ہر تاریک زمین سے ظاہر و پیدا ہوتے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰى فِي الْعَلَانِيَةِ فَاَحْسَنَ وَ صَلّٰى فِي السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذَا عَبْدِيْ حَقًّا (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب بندہ علانیہ نماز پڑھتا ہے۔ اور خوبی کے ساتھ پڑھتا ہے یا جب پوشیدہ پڑھتا ہے اور خوبی کے ساتھ ادا کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے میرا یہ بندہ سچا ہے (ریا نہیں کرتا) (ابن ماجہ)

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَ مَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَ مَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ (رواہ احمد)

ترجمہ: شداد بن اوس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس شخص نے دکھلانے کی غرض سے نماز پڑھی اس نے شرک کیا۔ اور جس نے دکھلانے کو روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھلانے کے لیے خیرات کی اس نے شرک کیا۔

وَ عَنْهُ اَنَّهٗ بَكٰى فَقِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِي الشِّرْكَ وَ الشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُشْرِكُ اُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ قَالَ نَعَمْ اَمَا اِنَّهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ شَمْسًا وَ لَا قَمَرًا وَ لَا حَجَرًا وَ لَا وَثَنًا وَ لٰكِنْ يُرَاءُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ وَ الشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ اَنْ يُّصْبِحَ اَحَدُهُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضُ لَهٗ شَهْوَةٌ مِّنْ شَهَوَاتِهٖ فَيَتْرُكُ صَوْمَهٗ (رواہ احمد والبیہقی)

ترجمہ: شداد بن اوس کہتے ہیں کہ (ایک روز) وہ روئے۔ پوچھا گیا۔ کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ مجھ کو اس بات نے رلایا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اپنی امت پہ شرک مخفی اور خواہشات مخفی سے ڈرتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی فرمایا۔ ہاں۔ خبردار میری امت سورج کو نہ پوجے گی۔ چاند کی عبادت نہ کرے گی۔ پتھر کی پرستش نہ کرے گی۔ اور نہ بتوں کے آگے سجدہ کرے گی۔ لیکن اپنے اعمال خیر لوگوں کو دکھائے گی اور مخفی شہوت یہ ہے کہ مثلاً تم میں سے کوئی شخص صبح کو روزہ دار اٹھے گا پھر کوئی خواہش نفسانی خواہشات میں سے پیش آ جائے گی۔ (مثلاً کھانے پینے یا جماع کی خواہش) اور وہ روزہ کو توڑ دے گا۔ (احمد۔ بیہقی)

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۳ | ۲۲ ذی قعدہ المکرم ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۱ جون ۱۹۵۷ء | شمارہ ۶

درندگی وسفاکی!!!

الجیریا میں فرانسیسی بہیمت اپنے عروج پر ہے - حریت پسند مسلمان ہر قسم کے استبداد کا شکار ہو رہے ہیں - ان کے سینے گولیوں سے چھلنی کیے جاتے ہیں - انہیں اندھا دھند گرفتار کیا جاتا ہے - بغیر الزام کے مقدمے چلائے جاتے ہیں - اور بلا ثبوت جرم موت کی سزا دی جاتی ہے - ان کا قصور کیا ہے؟ کہا جاتا ہے کہ وہ یورپی باشندوں کے خلاف متشدد حرکات کرتے ہیں - انہیں قتل کرتے ہیں اور ان کی جائدادوں کو نذر آتش کر دیتے ہیں - یہ غلط ہے اور صریحاً غلط ہے - ان کا گناہ صرف یہ ہے کہ وہ آزادی مانگتے ہیں اپنی سرزمین پر سامراجیوں کو نہیں دیکھنا چاہتے ان کو نہیں دیکھنا چاہتے جو برسوں سے ان کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں - وہ جانتے ہیں کہ فرانس ننگا ہو گیا ہے اور ان سے آزادی کی منہ مانگی قیمت مانگ رہا ہے آج جب کہ تقریباً تمام تر ایشیائی اور افریقی ممالک مغربی ممالک کا طوق غلامی پھینک چکے ہیں - الجیریا غلام نہیں رہ سکتا - بس ظلم و صبر کا پیالہ چھلکنا ہی چاہتا ہے -

ہمیں فرانس سے زیادہ اقوام متحدہ اور اس کے کرتا دھرتا ممالک پر افسوس ہے کیا اقوام متحدہ کا چارٹر دنیا کے ہر ملک کو خود مختاری اور ملک کے ہر فرد کو آزادی کا وعدہ نہیں دیتا ؟ اور کیا جرائم پیشہ فرانسیسی ہر روز اس چارٹر کی الجزائر میں دھجیاں فضا میں نہیں بکھیرتے ؟ بات یہ ہے کہ الجزائر کا مسئلہ دو چار امریکیوں یا انگریزوں کی زندگیوں کا مسئلہ نہیں کہ اقوام عالم کی ساری مشینری حرکت میں آ جاتی - یہ تو بیچارے غریب الجزائر کے مسلمانوں کا سوال ہے؟ جن کی وکالت کے لیے بھی کوئی ملک تیار نہیں ہوتا - اشتراکی روس ؟ وہ بھی خاموش ہے! آخر الجزائر میں اس کا کیا مفاد ہو سکتا ہے ؟ کم از کم مصر یا شام تو ہوتا ؟ الٰہی ! تیرے روز مکافات کا انتظار ہے !

نہری پانی

برا ہو ان کا جنہوں نے پنجاب کا بٹوارہ کر کے مکروہ ترین سازش کے تحت ہندو پاکستان کے مابین نہری پانی کے تنازعہ کو جنم دیا - دریا ایک قدرتی نعمت ہے - اور بین الاقوامی ضوابط کی رو سے دنیا کا ہر ملک جس پر ہر دریا بہتے ہوں - ان کے پانی سے فائدہ اٹھا سکتا ہے - ایک تازہ ترین اطلاع کے مطابق ہندوستان، دریائے چناب کا اس لیے رخ موڑنا چاہتا ہے کہ پاکستان اس دریا کے فوائد سے محروم ہو جائے - پاکستان کے سیاسی رہنماؤں نے متذکرہ حرکت کو ایک حملہ کے مترادف قرار دیا ہے - قارئین کرام کو معلوم ہوگا - کہ نہری پانی کے بین المملکتی تنازعہ کا تصفیہ عالمی بنک کے سپرد ہے - اس نے آج تک جتنی تجاویز پیش کی ہیں وہ ہندوستان کو کبھی قابل قبول نہیں ہوئیں - ان دنوں پھر اس ضمن میں مذاکرات ہو رہے ہیں - خدا کرے معاملہ سلجھ جائے اور دونوں ہمسایہ ممالک کے تعلقات اور خراب ہونے سے بچ جائیں -

ماہرین کی رائے ہے کہ اگر ان دونوں ممالک نیک نیتی سے دریاؤں کا پانی استعمال کرتے رہیں تو قدرت دونوں ممالک کو متمتع کر دیتی ہے - لیکن ہندوستان کی نیت جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے خالصتاً نیک نہیں - وہ چونکہ سرسبز اور پاکستان کو خدانخواستہ بنجر دیکھنا چاہتا ہے - لیکن ہندوستان بھول جاتا ہے کہ اسے یہ بدنیتی بہت مہنگی پڑے گی - کیا وہ ہمسایہ ملک کو دکھ دے کر خود چین حاصل کر لے گا ؟ کیا دریاؤں کے پانی کو روک کر اس کے فوجی مصارف میں کمی آ جائے گی ؟ اگر نہیں تو وہ کیوں ایسی حرکت پر آمادہ ہے - جو کم از کم بین الاقوامی اصولوں کے بھی خلاف ہے -

خوش گوار تعلقات

پاکستان و ہندوستان دو ہمسایہ اسلامی ممالک ہیں - یہ امر افسوسناک ہے کہ اول الذکر کو آزادی ملنے کے بعد افغانستان کو اس کے متعلق طرح طرح کے شبہات کا شکار ہو گیا - جن کی ہماری رائے کے مطابق ذمہ داری خود افغانستان سے زیادہ کسی ایسی تیسری طاقت پر عائد ہوتی ہے جو دونوں اسلامی ممالک کو قریب تر نہیں دیکھنا چاہتا -

ایسے ہی اسلام دشمن عناصر کے ایما پر افغانستان کی طرف سے پشتونستان جیسے بے بنیاد ڈھونگ کھڑے کیے گئے - تاکہ اختلافات کی خلیج پاٹنے نہ پائے - حالانکہ برصغیر کے مسلمانوں کو آزادی ملنے اور قیام پاکستان سے افغانستان کو قدرتی طور پر خوشی ہونی چاہیئے تھی کیونکہ کل تک ان کا ہمسایہ افغان دشمن انگریز تھا اور آج ان ہی کا ہم مذہب مسلمان ہے اور اگر پشتونستان کی کوئی حقیقت تھی تو افغان بھائیوں نے اس کا اظہار انگریزوں سے کیا ہوتا ! اگر تب ضرورت نہیں سمجھی گئی تو اب تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پاکستان کو جو کچھ ملا ہے وہ انگریزوں کا متروکہ ہے - اس کا اپنا مفتوحہ کوئی علاقہ نہیں

خیر ان دنوں دونوں ممالک کے سیاسی قائدین دونوں کو قریب تر لانے کی کوشش کر رہے ہیں - امید واثق ہے کہ انشاء اللہ حالات بہت جلد بہتر ہو جائیں گے افغانستان کو یاد رہے کہ اسے ہر قدم پر پاکستان کے تعاون کی ضرورت ہے - کوئی افغان بندرگاہ نہ ہونے کی وجہ سے اور اسی طرح افغان ہوائی کمپنی کی عدم موجودگی میں پاکستان کے دست تعاون سے افغان معیشت پر خوشگوار اثر پڑ سکتا ہے - دونوں ممالک کے باشندے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں - اگر بفضلہٖ تعالیٰ تعلقات عمدہ ہو گئے تو نہ صرف دونوں ممالک کا کما حقہٗ فائدہ ہے بلکہ افغان - پاک اتحاد کے دشمن بھی ان سے خائف رہیں گے -

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں - ورنہ عدم تعمیل میں کوتاہی معاف -
(ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴- ذیقعدہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۴- جون ۱۹۵۷ء

کھری اور ہمیشہ رہنے والی عزّت فقط اللہ والوں کو نصیب ہوتی ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام اور معزز خواتین۔

آپ جانتے ہیں کہ ہر ایک انسان عزّت کا آرزو مند اور ذلّت سے متنفر اور بیزار ہے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اس جہان میں ہر چیز کے حاصل کرنے کے لئے اسباب تجویز فرمائے ہیں انسان جس قسم کے اسباب میں ہاتھ ڈالتا ہے اس کے مناسب نتیجہ نکل آتا ہے۔ لہٰذا اگر عزّت دلانے والے کاموں میں ہاتھ ڈالے گا۔ تو اُس کے حق میں نتیجہ عزّت نکلے گا۔ اور اگر ذلّت والے کاموں میں ہاتھ ڈالے گا تو ذلّت نصیب ہوگی۔ یہ یاد رہے کہ قانونِ قدرت یہی ہے۔ جو عرض کیا گیا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کام تو وہ کرے جن کا نتیجہ ذلت ہو اور تمنّا یہ ہو کہ اس کام کے کرنے سے مجھے عزّت نصیب ہو۔ مصرعہ

این خیال است و محال است و جنوں

ترجمہ۔ یہ خیال محال ہے اور پاگل پنا ہے۔ (فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا۝)

سورہ فاطر رکوع ۵ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ پس تو اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور تو اللہ کے قانون میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

ہر چیز کی دو قسمیں

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے (وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝) سورہ الذّٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں ۔

اس قاعدے کی بناء پر عزّت کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک کھری اور دُوسری کھوٹی۔ اس عاجز نے خطبہ کے عنوان میں یہ عرض کی ہے۔ کہ "کھری اور ہمیشہ رہنے والی عزّت فقط اللہ والوں کو نصیب ہوتی ہے"

کھری عزّت فقط اللہ تعالےٰ کے دربار سے ملتی ہے

شاہنشاہی اعلانات

۱

(مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ)

سورہ فاطر رکوع ۲ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ جو شخص عزّت چاہتا ہو۔ سو اللہ ہی کے لئے سب عزّت ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص عزّت چاہتا ہے تو اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے والے کام کرے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ان نیک کاموں کی برکت سے اسے عزّت عطا فرمائے۔

حدیث شریف کی شہادت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِيْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ قَالَ فَيُحِبُّهٗ جِبْرَئِيْلُ ثُمَّ يُنَادِیْ فِی السَّمَاءِ فَيَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِيْلَ فَيَقُوْلُ اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ قَالَ فَيُبْغِضُهٗ جِبْرَئِيْلُ ثُمَّ يُنَادِیْ فِیْ اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ قَالَ فَيُبْغِضُوْنَهٗ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِی الْاَرْضِ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ بیشک اللہ جب کسی بندے کو دوست بنا لیتا ہے۔ تو جبرئیل کو بلاتا ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ بیشک میں فلاں (شخص) سے محبّت رکھتا ہوں۔ تم بھی اس سے محبت رکھو۔ پھر جبرئیل اس سے محبت کرتا ہے پھر آسمان میں اعلان کر دیتا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ بیشک اللہ نے فلاں کو دوست بنا لیا ہے۔ پس تم بھی اس سے دوستی رکھو پھر اس سے آسمان والے محبت رکھتے ہیں پھر اس کی قبولیت کا اثر زمین پر پہنچ جاتا ہے۔ اور جب اللہ کسی بندے کو مبغوض سمجھتا ہے۔ جبرئیلؑ کو بُلاتا ہے پھر کہتا ہے۔ بیشک فلاں کو مبغوض سمجھتا ہوں تم بھی اُس سے بُغض رکھو۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اسے جبرئیل مبغوض سمجھتا ہے۔ پھر آسمان والوں کو پُکار کر کہتا ہے۔ بے شک اللہ فلاں سے بُغض رکھتا ہے۔ پس تم بھی اُس سے بُغض رکھو۔ آپ نے فرمایا۔ پھر آسمان والے اس سے بغض رکھتے ہیں۔ پھر اُس کے متعلق زمین پر بغض نازل کر دیا جاتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جس سے اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے۔ اس سے آسمان کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے سب راضی ہو جاتے ہیں۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے۔ اس سے آسمان اور زمین والے سب ناراض ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا جو شخص عزّت چاہتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ ایسے کام کرے۔ جن سے اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہو جائے۔ جب اللہ تعالےٰ کی نظر میں اس کی عزّت ہو گی تو ساری دُنیا اسے عزّت کی نگاہ سے دیکھے گی۔

اعلان ۲

(بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۙ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵

منافقوں کو تو خوشخبری سُنا دے کہ ان کے واسطے دردناک عذاب ہے - وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں - کیا ان کے ہاں سے عزّت چاہتے ہیں - سو ساری عزّت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ منافق کافروں کے ساتھ اس لئے دوستی رکھتے ہیں - کہ اگرچہ مسلمانوں کی نظروں میں ہماری کوئی عزّت نہیں ہے - مگر کافروں کے ساتھ دوستی کے راہ و رسم رکھنے میں ہماری عزت ہوگی - اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کافروں کی نظروں میں بھی یہ ذلیل ہی ہوں گے - جب اللہ تعالےٰ کی نظر میں یہ ذلیل ہیں تو اور کون ان کی عزّت کر سکتا ہے۔

انجامِ بد

بارگاہِ الٰہی سے عزّت دلانے والے اسباب کو نظر انداز کر کے کافروں سے دوستی رکھ کر عزّت حاصل کرنے کے خواہاں جو ہیں - ان کا انجام بد ملاحظہ ہو - (اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ فِیْ جَھَنَّمَ جَمِیْعًا ۝) سورہ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵
بیشک اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک جگہ اکٹھا کرے گا -

یہ کس قسم کے لوگ تھے

جن مسلمانوں کو منافق کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اور قیامت کے دن انہیں کافروں کے زمرے میں شامل کر کے دوزخ میں ڈالا جائیگا - اگر آپ معلوم کرنا چاہیں یہ کس قسم کے لوگ تھے - ان کے اوصاف سُنئے -
(اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ) سورہ المنٰفقون رکوع ۱ پارہ ۲۸
ترجمہ - جب تیرے پاس منافق آتے ہیں کہتے ہیں - ہم گواہی دیتے ہیں - کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں -

ان کے اس بیان کی تردید

(وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝) سورہ المنافقون رکوع ۱ پارہ ۲۸
ترجمہ - اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق جھوٹے ہیں -

حاشیہ شیخ الاسلام

" یعنی جھوٹ کہتے ہیں - کہ ان کو (آپ کے رسول ہونے کا) دل سے اعتقاد ہے - دراصل میں وہ آپ کی رسالت کے قائل نہیں - محض اپنی اغراض کے پیش نظر زبان سے باتیں بناتے ہیں - اور دل میں سمجھتے ہیں کہ جھوٹ بول رہے ہیں -

آج کل پاکستان میں منافق موجود ہیں

جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں آپ کو ایسے آدمی ملیں گے - کہ اگر آپ ان سے تبادلہ خیالات کریں تو ان کے دل میں اسلام کی کوئی اہمیت اور وقعت نہیں ہے - بلکہ قرآن مجید کے کئی احکام پر نکتہ چینی کریں گے - اور آپ ہزار سمجھائیں مگر وہ اپنی ضد پر اڑے رہیں گے - کہ جو ہم نے اندازہ لگایا ہُوا ہے - وہ ٹھیک ہے - کہ اس قرآن میں کئی خامیاں ہیں - جن کی اصلاح کی ضرورت ہے - باوجود اس بدباطنی کے محض اس لئے اسلام کا نام لیتے ہیں کہ سرکاری عہدہ داروں میں کوئی عزّت کا عہدہ مل جائے - یا اگر مسلمانوں کے نمائندہ ہونے کا شوق ہے - تو امیدوار بن کر سامنے آئیں اور ووٹروں سے ووٹ حاصل کر کے کامیاب ہو جائیں -

بھانت بھانت کی بولیاں

پاکستان میں یہی منافق بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں کوئی کہتا ہے - کہ قرآن مجید میں جو چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے یہ وحشیانہ ہے - کوئی کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو سود حرام کیا گیا ہے یہ نہیں ہونا چاہیئے - کوئی کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو پردے کا حکم ہے - یہ ٹھیک نہیں ہے - عورتوں اور مردوں کے اختلاط میں کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیئے

ایمان کیسے سلامت رہ سکتا ہے

قرآن مجید پر نکتہ چینی کرنے والے اللہ تعالےٰ پر اعتراض کرنے والے ہیں - کہ اس کی مقدس کتاب میں فلاں فلاں چیزیں غلط ہیں - قرآن مجید کے بعض حصّوں پر اعتراض کرنے سے ان کا ایمان مخلوط بالکفر ہو گیا ہے - اور یہ لوگ بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں - کلمہ پڑھتے ہیں مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں - لہٰذا انہیں نہ تو علی الاعلان کافر کہا جا سکتا ہے - اور نہ پکا مسلمان ہی کہا جا سکتا ہے - اس لئے ان کی دو رنگی چال کے باعث ان کا نام منافق ہے -

دُعا

ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ توبہ کی توفیق عطا فرمائے - کہ اللہ تعالےٰ کے ہر فرمان کو دل و جان سے صحیح اور سچّا تسلیم کریں - تو مومن ہو جائیں گے - ورنہ قیامت کے دن یہ لوگ مشرکین اور کافرین کے زمرہ میں شامل ہو کر میدانِ محشر میں آئیں گے - اللّٰھم اھدھم الصراط المستقیم

اعلان ۳

(يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ط وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝)
سورہ المنافقون رکوع ۲ پارہ ۲۸
ترجمہ - وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے - تو اس میں سے عزّت والا ذلیل کو نکال دے گا - اور عزّت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کے لئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے -

شاہ عبد القادر صاحبؒ کا حاشیہ

" ایک سفر میں دو شخص لڑ پڑے - ایک مہاجرین میں کا ایک انصار کا بھران کو حضرتؐ نے ملا دیا - منافق پیٹھ کے پیچھے کہنے لگے - ہم ان کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے - ایک نے کہا تم ہی خبرگیری کرتے ہو - تو یہ لوگ رسول کے ساتھ جمع رہتے ہیں - خبرگیری چھوڑ دو - آپ ہی متفرق ہو جائیں - ایک نے کہا - اب کہ سفر سے ہم مدینہ پہنچیں - تو جس کا اس شہر میں زور ہے - چاہیئے بے قدروں کو نکال دے - ایک صحابی نے یہ باتیں سُنیں حضرتؐ پاس نقل کیں - حضرتؐ نے بُلایا پُوچھا تو قسمیں کھا گئے کہ اس نے ہماری دشمنی سے جھوٹ کہا - اللہ تعالےٰ نے یہ نازل کیا -"

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس آیت پر یہ حاشیہ ہے - " یعنی منافق یہ نہیں جانتے کہ زور آور اور عزت والا کون ہے - یاد رکھو اصلی اور ذاتی عزّت تو اللہ کی ہے - اس کے بعد اسی سے تعلق

رکھنے کی بدولت درجہ بدرجہ رسول کی اور ایمان والوں کی روایات میں ہے کہ عبداللہ بن ابی (منافق) کے وہ الفاظ (کہ عزت والا ذلیل کو نکال دیگا) جب اس کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ کو پہنچے - (جو مخلص مسلمان تھا) تو باپ کے سامنے تلوار لے کر کھڑے ہوگئے - بولے جب تک اقرار نہ کریگا - کہ رسول اللہ عزت والے ہیں - اور تو ذلیل ہے - زندہ نہ چھوڑوں گا - اور مدینہ میں گھسنے نہ دونگا - آخر اقرار کرا کر چھوڑا - رضی اللہ عنہ "

عبرتناک نتیجہ

مذکورالصدر حاشیہ سے عبرتناک نتیجہ برآمد ہوتا ہے - کہ عبداللہ بن ابی منافق نے جس تعلی اور تکبر اور دنیاداری کے ساز و سامان کی کثرت کے بھروسہ پر اپنے آپ کو معزز کے نام سے تعبیر کیا تھا - اور نعوذ باللہ من ذالک نقل کفر کفر نباشد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذلیل کے لقب سے تعبیر کیا تھا - اللہ تعالےٰ نے ہاتھوں پر سرسوں جما کر دکھا دی - کہ اس کا بیٹا تلوار لیکر کھڑا ہوگیا - اور اس نے باپ سے کہا - تو زبان سے کہہ - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معزز ہیں اور میں ذلیل ہوں - ورنہ مار ڈالوں گا - اور مدینہ میں بھی گھسنے نہیں دونگا - بالآخر اس بے ایمان کو اپنے منہ سے اقرار کرنا پڑا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معزز ہیں اور میں ذلیل ہوں - اور یہ اقرار بھی اسی کے بیٹے کے ذریعہ سے کرایا - ظاہرداری کے لحاظ سے جس بیٹے کو اس کا معاون ہونا چاہئے تھا - الٹا اسی کے ہاتھوں سے اسے ذلیل کرایا

لہٰذا ثابت ہوا

کہ عزت وہ ہے جو دربار الٰہی سے عطا ہو - اور جس شخص کو اس کے دربار سے عزت نہ ملے - وہ آج نہیں تو کل ذلیل ہوگا - ایسے شخص کی عزت کبھی پائیدار نہیں ہوسکتی

ایک بناوٹی معزز کی ذلت جو اپنے کو رب بھی کہلاتا تھا

(الم تر الی الذی حاج ابراھم فی ربہ

ان اتٰہ اللہ الملک اذ قال ابرٰھم ربی الذی یحی و یمیت قال انا احی و امیت قال ابرٰھم فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب فبھت الذی کفر و اللہ لا یھدی القوم الظٰلمین ۵

سورہ البقرہ رکوع ۳۵ پارہ ۳

ترجمہ - کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا - جس نے ابراہیمؑ سے اس کے رب کی بابت جھگڑا کیا - اس لئے کہ اللہ نے اسے سلطنت دی تھی - جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے - اسنے کہا میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں - ابراہیم نے کہا بیشک اللہ سورج مشرق سے لاتا ہے - تو اسے مغرب سے لے آ - تب وہ کافر حیران رہ گیا - اور اللہ بے انصافوں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا -

جتنے نمبر کا معزز تھا اتنا ہی ذلیل ہوا

حضرت ابراہیم علیہ السلام جس کا مقابلہ کر رہے ہیں - اس کا نام نمرود ہے - وہ عراق عرب کا بہت بڑا بادشاہ ہے - شہر بابل اس کا دارالسلطنت ہے بادشاہی کے نشہ میں مغرور ہوکر اپنے آپ کو رب کہلاتا تھا - اس متکبر کے دل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کوئی عزت نہیں - اللہ تعالےٰ جس کو ذلیل کرنا چاہے اسے کون بچا سکتا ہے - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے دو باتیں کرکے لاجواب کر دیا - نتیجہ یہ نکلا - کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے مناظرہ میں جیت گئے - اور عزت پائی - اور وہ خدائی کا دعویدار منہ کی کھا کر ذلیل ہوا -

خدا تعالیٰ کا ایک اور باغی معزز ہونیکا دعویدار

ایک اعلان

گزشتہ قوموں کے معززین میں سے ایک سب سے بڑے معزز ہونے کے دعویدار کا اعلان ملاحظہ ہو -

(وقال فرعون یایھا الملا ما علمت لکم من الٰہ غیری ج فاوقد لی یٰھامٰن علی الطین فاجعل لی صرحا لعلی اطلع الٰی الٰہ موسٰی و انی لاظنہ من الکذبین ۵

سورہ القصص رکوع ۴ پارہ ۲۰

ترجمہ - اور فرعون نے کہا - اے سردارو میں نہیں جانتا کہ میرے سوا تمہارا اور کوئی معبود ہے - پس اے ہامان تو میرے لئے گارا پکوا (یعنی پختہ اینٹیں تیار کر) پھر میرے لئے ایک بلند محل بنوا - کہ میں موسیٰ کے خدا کو جھانکوں اور بے شک میں اسے جھوٹا سمجھتا ہوں -

دوسرا اعلان

(فحشر فنادی ٭ فقال انا ربکم الاعلٰی ۵

سورہ النزعات رکوع ۱ پارہ ۳۰

ترجمہ - پھر اس نے سب کو جمع کیا پھر پکارا - پھر کہا - کہ میں تمہارا سب سے برتر رب ہوں -

تیسرا اعلان

(ونادٰی فرعون فی قومہ قال یٰقوم الیس لی ملک مصر و ھٰذہ الانھٰر تجری من تحتی ج افلا تبصرون ۵ ام انا خیر من ھٰذا الذی ھو مھین ۵ ولا یکاد یبین ۵) سورہ الزخرف رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ - اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کر کے کہدیا - اے میری قوم - کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہ رہیں پھر تم کیا نہیں دیکھتے - کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں - جو ذلیل ہے - اور صاف بات بھی نہیں کر سکتا -

اس سب سے بڑے معزز آدمی کی ذلت کی موت

(فانتقمنا منھم فاغرقنٰھم فی الیم بانھم کذبوا بایٰتنا وکانوا عنھا غٰفلین ۵

سورہ الاعراف رکوع ۱۶ پارہ ۹

ترجمہ - پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا - پھر ہم نے انہیں دریا میں ڈبو دیا - اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا - اور وہ ان سے غافل تھے -

ذلت کی موت کا سبب

یہ ہے کہ فرعون کے ذہن میں جو اپنی عزت تھی - وہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل شدہ نہیں تھی - وہ اپنی دنیاوی بادشاہت کے نشہ میں اپنے آپ کو معزز خیال کر رہا تھا - اگر اسے اللہ تعالےٰ کی طرف سے عزت کا تمغہ حاصل شدہ ہوتا - تو وہ کبھی ذلت کی موت سے نہ مرتا -

فاعتبروا یا اولی الابصار

دولت کے لحاظ سے سب سے بڑا معزز

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ ۚ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

سورہ القصص رکوع ۸ پارہ ۲۰

ترجمہ - بیشک قارون موسیٰؑ کی قوم میں سے تھا۔ پھر ان پر اکڑنے لگا۔ اور ہم نے اسے خزانے دیئے تھے۔ کہ اس کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو اُٹھانی مشکل ہوتیں۔ جب اس سے اس کی قوم نے کہا۔ اترا مت بیشک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر حاصل کر۔ اور اپنا حصّہ دُنیا میں سے نہ بھول۔ اور بھلائی کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو۔ بیشک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔ اور فرعون کی پیشی میں رہتا تھا۔ جیسا کہ ظالم حکومتوں کا دستور ہے کہ کسی قوم کا خون چوسنے کے لئے انہیں میں سے بعض افراد کو اپنا آلۂ کار بنا لیتی ہیں۔ فرعون نے بنی اسرائیل میں سے اس ملعون کو چُن لیا تھا۔ قارون نے اس وقت موقع پاکر دونوں ہاتھوں سے خوب دولت سمیٹی۔ اور دنیوی اقتدار حاصل کیا۔ جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے زیر حکم آئے اور فرعون غرق ہُوا تو اس کی مالی ترقی کے ذرائع مسدود ہو گئے۔ اور سرداری جاتی رہی۔ اس حسد و غیض میں حضرت موسیٰؑ سے دل میں خلش رکھنے لگا۔ تاہم ظاہر میں مومن بنا ہُوا تھا۔ تورات بہت پڑھتا۔ اور علم حاصل کرنے میں مشغول رہتا تھا۔ مگر دل صاف نہ تھا۔ حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کی خداداد عزّت و وجاہت دیکھ کر جلتا کہ آخر میں بھی انہیں کے چچا کا بیٹا ہوں۔ یہ کیا معنی کہ وہ دونوں تو نبی اور نہ نبی سردار بن جائیں۔ مجھے کچھ بھی نہ ملے۔ کبھی مایوس ہو کر شیخی مارتا۔ کہ انہیں نبوت مل گئی۔ تو کیا ہُوا۔ میرے پاس مال و دولت کے اتنے خزانے ہیں۔ جو کسی کو میسّر نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا۔ تو لوگوں سے کہنے لگا کہ اب تک تو موسیٰ جو احکام لائے ہم تم نے برداشت کئے۔ مگر کیا تم یہ بھی برداشت کر لوگے۔ کہ وہ ہمارا مال بھی ہم سے وصول کرنے لگے۔ کچھ لوگوں نے اس کی تائید میں کہا۔ نہیں ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ آخر ملعون نے حضرت موسیٰؑ کو بدنام کرنے کی ایک گندی تجویز سوچی۔ کسی عورت کو بہلا سکھلا کر آمادہ کیا کہ بھرے مجمع میں جب موسیٰ علیہ السلام زنا کی حد بیان فرمائیں۔ تو اپنے ساتھ انہیں متہم کرنا۔ چنانچہ عورت مجمع میں کہہ گزری۔ جب حضرت موسیٰؑ نے اس کو شدید قسمیں دیں۔ اور اللہ کے غضب سے ڈرایا۔ تو اس کا دل ڈرا۔ تب اس نے صاف کہہ دیا۔ کہ قارون نے مجھ کو سکھایا تھا۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ کی بد دُعا سے وہ مع اپنے گھر اور خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ بعض سلف نے مفاتح کی تفسیر خزائن سے کی ہے۔ یعنی اس قدر روپیہ تھا کہ طاقتور مردوں کی ایک جماعت بھی اسے مشکل سے اُٹھا سکتی ہے۔ لیکن اکثر مفسرین نے مفاتح کی تفسیر کنجیوں سے کی ہے یعنی مال کے صندوق اتنے تھے۔ جن کی کنجیاں اُٹھاتے ہوئے کئی زور آور آدمی تھک جائیں۔ اور یہ چنداں مستبعد نہیں جیسا کہ بعض تفاسیر میں اس کی صورت بتلائی گئی ہے۔"

اتنے بڑے معزز دولت مند کی ذلّت کی موت

قارون کے خیال میں جو اپنی عزّت تھی۔ اس کا مدار دولت پر تھا۔ اور یہ خود ساختہ عزّت تھی۔ نہ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی ہُوئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مع دولت اور ساز و سامان کے سے زمین میں غرق کر دیا۔ یہ معزز آدمی اور بہت بڑا دولتمند دُنیا سے لعنت کی موت سے مرا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ کا ٹکٹ لے کر گیا۔ بخلاف اس کے حضرت موسیٰ علیہ السلام دُنیا میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنا نیک نام چھوڑ کر گئے۔ اور قیامت تک آنے والی نسل انسانی ان کی مداح اور ثنا خواں رہے گی۔ اور محشر سے گزر کر ابدالآباد کے لئے بہشت میں جا داخل ہوں گے۔

فاعتبروا یا اُولی الابصار۔

پائیدار عزّت والے

فقط وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہوتے ہیں۔ جنہیں اس کے دربار سے عزّت کا تمغہ ملے۔ اس کی بارگاہ سے عزّت ملنے کی شرط نہ بادشاہی ہے۔ نہ دولت ہے۔ مثلاً آج سے ۱۳۷۶ سال پہلے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام میں سے بلالؓ حبشی۔ ابو ہریرہؓ۔ صہیبؓ رومی۔ سلمانؓ فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسلمانوں کی نظر میں معزز شمار کئے جا رہے ہیں۔ مسلمان جب ان کا نام لیتے ہیں انہیں دُعا ساتھ دیتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک سے راضی ہو۔ حالانکہ یہ صحابہ کرام بالکل مسکین تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں بعض اوقات میں بھوک کی وجہ سے بدحواس ہو جاتا تھا۔ لوگ مجھے پاگل خیال کرتے تھے۔

اے اللہ تو سچا ہے تیرا ہی فرمان ہے۔ تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیٍٔ قدیر۔

ونحن علیٰ ذٰلک من الشاہدین

(بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۹ سے آگے)

رکھئے انسان کو انسان بنانے والی چیز فقط خوف خدا ہے۔ اگر خوف خدا نہ ہو۔ تو پھر اس جیسا موذی، بے حیا، اس جیسا درندہ کوئی نہیں۔ شیر، شیر کو نہیں کھاتا۔ سؤر، سور کو نہیں پھاڑتا۔ کُتا، کتے کو نہیں کاٹتا۔ لیکن پچھلی جنگ میں امریکہ نے جاپانیوں پر دو ایٹم بم گرا کے لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ میں نے "الجمعیۃ" میں پڑھا ہے کہ فرانسیسی درندے ہر روز چھ ہزار الجزائری مجاہدوں کو قتل کرتے ہیں۔ یہ ہیں تہذیب کے علمبرداروں کی کرتوتیں۔ دنیا میں انسان کو انسان فقط خوف خدا بناتا ہے۔ اگر خوف خدا نہ ہو تو پھر یہ دو ہاتھوں اور دو ٹانگوں والا۔ ایک خونخوار درندہ ہے اور بس۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلسِ ذکر

منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۳- ذیقعد ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۳- جون ۱۹۵۷ء

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد- میں اکثر عرض کر دیا کرتا ہوں کہ یہ اجتماع دراصل اس جماعت کا ہے جو اللہ اللہ کرنے والی ہے- خدا یاد کرنے کا یہ ذوق زندگی میں بڑی اہمیت رکھتا ہے- اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا نام اور اپنا شوق نصیب فرمائے- میں کہا کرتا ہوں کہ جس طرح بعض جسمانی بیماریاں مہلک ہوتی ہیں اسی طرح بعض روحانی امراض مہلک ہوتے ہیں- مثلاً دق اور سل- دق ایک ایسا مرض ہے- جس کا شافی علاج آج تک ڈاکٹر دریافت نہیں کر سکے- میرا عقیدہ ہے کہ اس کا شافی علاج اللہ تعالیٰ کے ہاں موجود ہے لیکن اس کے باوجود جسمانی امراض ایسے ہیں کہ ان کا مریض اس دُنیا سے جاتا ہے تو ساتھ ہی مرض بھی ختم ہو جاتا ہے- اس کے برخلاف شرک- کفر- عجب- کبر- حسد- زرپرستی- جاہ طلبی وغیرہ ایسے مہلک روحانی امراض ہیں- جو انسان کو جہنم تک پہنچائینگے جو قیامت تک قبر میں تڑپائیں گے اور قبر سے اُٹھ کر حشر میں ساتھ جائیں گے- حشر کا ایک روز ہمارے پچاس ہزار سال کے برابر ہے- اور خدا جانے قبر میں کتنا زمانہ رہنا پڑتا ہے- عربی زبان کی بعض تاریخوں میں لکھا ہے کہ آدم ؑ کو اس دُنیا میں آئے ہوئے سات ہزار برس گذر چکے ہیں- اور جدید تحقیقات کے مطابق اس دُنیا کو آباد ہوئے دس ہزار برس ہونے کو آئے ہیں- اور حضرت ابراہیم ؑ کو چار ہزار برس گزرے ہیں- اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت ۱۳۷۶ سال سے قیامت کے انتظار میں ہے- خدا ہی جانتا ہے ابھی ہم کو قبر میں کتنے ہزار برس سونا ہے- لیکن یاد رکھئے اگر ان مہلک روحانی امراض سے شفایاب ہو کر اس دُنیا سے نہ گئے تو قبر جہنم کا گڑھا بنے گی- عذاب قبر ان ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا- اس کے لئے باطن کی آنکھیں درکار ہیں- یہ روحانی امراض کی سمجھ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جس کو چاہے نصیب فرمائے- ورنہ عموماً کسی روحانی معالج کے بتائے بغیر ان کا احساس بہت کم ہوتا ہے- میں آپ کی دُعاؤں کا محتاج ہوں اور آپ کے لئے دُعا کرتا ہوں- اللہ تعالیٰ ہمیں مزید سمجھ عطا فرمائے- اور کسی گناہ کی شامت میں اپنے دروازے سے نہ ہٹائے- میرے بھائیو- اوّل تو اصلاح کا احساس بہت کم ہوتا ہے- خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو اصلاح کا خیال پیدا ہو- پھر علاج کے لئے کامل کا ملنا مشکل- تلاش ہادی یہ اللہ کی دوسری رحمت ہے- اگر مُصلح مل جائے تو پھر اس سے کسب فیض ہر شخص کا کام نہیں- اگر یہ میسّر آجائے تو پایۂ تکمیل تک پہنچانا آسان نہیں- اور یہ سب کچھ محض خدا کے فضل سے حاصل ہوتا ہے ورنہ ؎

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

کیا منافقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے تھے- بلکہ رئیس المنافقین عبداللہ ابن اُبی کے انتقال پر حضورؐ نے اپنا پیراہن مبارک کفن کے لئے عطا فرمایا، اور خود نمازِ جنازہ پڑھی- لیکن اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا- اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط سورہ توبہ رکوع ۱۰ پارہ ۱۰ ترجمہ- تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ- اگر ان کے لئے ستّر بار بخشش مانگے تو بھی اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا-

تو میرے بھائیو! جب تک اُوپر بیان کردہ پانچ چیزیں یعنی (۱) اصلاح کا خیال (۲) ہادی کی تلاش (۳) ہادی کامل جانا (۴) اخذ فیض (۵) پایۂ تکمیل تک پہنچ جانا، حاصل نہ ہوں- اس وقت تک پوری کامیابی نہیں ہو سکتی- اگر ان امراضِ روحانی سے شفایاب ہو کر اس دُنیا سے نہ گئے تو پھر یہ امراض ماہی بے آب کی طرح قبر میں بھی تڑپائیں گے- نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو گی، نہ حوض کوثر سے پانی پلائے جائیں گے- چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے- عَنْ سهل بن سعد قَالَ قَالَ رسول الله صلى الله عليه وسلم اِنّی فرطكم على الحوض مَنْ مَرَّ عَلَیَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَاء اَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَیَّ اقوام اعرفهم يَعْرِفُونِی ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِیْ وَ بَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنّی فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فاقول سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِیْ (مشکوٰۃ شریف باب الحوض والشفاعۃ)

ترجمہ- سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے- میں حوض کوثر پر تمہارا میر سامان ہوں گا- جو شخص میرے پاس سے گزرے گا پانی پیئے گا- اور جو پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا- البتہ میرے پاس بہت سی قومیں آئیں گی میں اُن کو پہچانوں گا اور وہ مجھ کو پہچان لیں گی- پھر میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائیگی میں کہوں گا یہ لوگ میرے ہیں یا میرے طریقہ پر ہیں- اس کے جواب میں بتایا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کی تھیں (یہ سن کر) میں کہونگا ہٹا دو ان کو جنہوں نے میرے بعد دین کو بدل دیا تھا-

تو میرے دوستو! اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے- ہم کسی کے دشمن نہیں ہیں- لیکن آپ نے دیکھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بتلائے ہوئے دین "ما انا علیہ و اصحابی" سے پھر جانے والے رُوحانی مریضوں کو حوض کوثر پر جانے نہ دیا جائیگا- لیکن اُن روحانی بیماریوں کا اس دُنیا میں احساس تک نہیں ہوتا-

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں- کہ انسان کو تعلقات ناسوتی کا کلوروفارم سُنگھا دیا گیا ہے- کلوروفارم کا ترجمہ میں کر رہا ہوں- شاہ صاحب کا لفظ تخدیر ہے جیسے کلوروفارم کے سُنگھانے سے تکلیف کا اثر نہیں ہوتا- اور جب کلوروفارم کا اثر زائل ہو جاتا ہے- تو پھر درد شروع ہو جاتا ہے- ایسے ہی جب انسان کو دُنیا کی تخدیر سے نجات مل جائیگی تو قبر میں اسے امراض روحانی کا احساس ہونے لگے گا- اس وقت دُنیا کی ایک ایک چیز کو یاد کر کے روئے گا- کہ ہائے بیوی ساتھ نہ آئی- ہائے جس کوٹھی میں رہتے تھے- وہ کوٹھی کہاں گئی- ہائے وہ دولت جس پر بڑا غرور تھا کہاں چھوٹ گئی، ہائے وہ بیٹے جنہیں پال پوس کے جوان کیا کہاں رہ گئے- اس وقت

معلوم ہوگا یہ سب غدار نکلے۔ کسی ایک نے بھی ساتھ نہ دیا۔ جن کے لئے نمازیں قضا کرتے رہے۔ روزے نہ رکھ سکے۔ جن کے باعث خدا کو بھلائے رکھا۔ دُعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اسی دُنیا میں ہی اس تخدیر سے نجات دیدے، امراض روحانی کا احساس اور اس سے شفایاب ہونے کی توفیق دے۔ ورنہ یاد رکھئے یہ وقت گزرنے کے بعد وہاں کچھ نہ ہو سکیگا۔ سوائے دستِ حسرت ملنے کے۔ آپ لوگ اندازہ کیجئے ذرا اس بدنصیب کا جس کو دق کا مرض ہے۔ اور اُسے پتہ بھی نہیں۔ اور جب ڈاکٹر احساس دلائے کہ باقاعدہ علاج کرو کہ تمہارا مرض خطرناک صورت اختیار کرگیا تو اس وقت علاج کی توفیق نہ رہی ہو۔ معمولی معمولی اعضا شکنی بڑھتے بڑھتے دق بن جاتی ہے۔ اور آخر موت کا سبب بنتی ہے۔

مجھے اپنے روحانی مربیوں سے بیحد محبت ہے۔ جن کے فیضِ صحبت سے اللہ تعالےٰ نے مجھے روحانی امراض کا شعور اور ان سے نجات حاصل کرنے کی سمجھ عطا فرمائی۔ میری عادت ہے۔ مَیں جب کبھی سفر پر جاتا ہوں تو واپسی کا پروگرام لاہور سے بنا کر چلتا ہوں۔ اور کبھی کسی کے کہنے پر اس میں تبدیلی نہیں کرتا۔ لیکن بعض اوقات حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ فرما دیتے۔ بیٹا آج میرے لئے اور ٹھہر جاؤ تو مَیں فوراً پروگرام بدل دیتا۔ اس سے میرے دل کو ایسی ٹھنڈک اور راحت ملتی کہ بیان نہیں کرسکتا۔ میرے دوسرے مربی حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جو میری بیعت کے بعد ۴۰ برس تک حیات رہے۔ مَیں دونوں کے در کا بھکاری تھا۔ جو اس در سے ملتا وہ مَیں کاسہ گدائی میں ڈال لیتا۔ اور جو اس در سے ملتا وہ بھی کاسۂ گدائی میں ڈال لیتا۔

یہ تھی تمہید۔ جو خاص بات آج عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ والوں کی صفات میں سے ایک صفت "اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ڈرنا" یہ اللہ والوں کو اللہ تعالےٰ انعام دیتا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ڈرنے والا ہمیشہ قانون کی خلاف ورزی سے بچتا ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور جو نہیں ڈرتا، وہ خلاف ورزی کرتا ہے اور ذلیل ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس صفت سے متصف فرمائے۔ مَیں کہا کرتا ہوں اللہ والوں کے جوتوں کی خاک میں سے وہ موتی ملتے ہیں۔ جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے ایک انعام ملتا ہے۔ "اللہ تعالےٰ سے ڈرنا" جوں جوں اللہ والوں سے تعلق بڑھتا ہے اسی قدر دل میں زیادہ خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے۔ فارسی میں کسی نے کہا ہے۔ ع

قربِ شاہاں آتش سوزاں بود

دہلی میں حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ نقشبندی خاندان کے بہت بڑے بزرگ اور ولی کامل گزرے ہیں۔ مزاج بڑا نازک پایا تھا مجھے "جمعیۃ علماء ہند" کے جلسوں کے سلسلہ میں جب بھی دہلی جانے کا اتفاق ہوتا تھا۔ مَیں حضرتؒ کے مزار پر فاتحہ کے لئے ضرور حاضر ہوتا تھا۔ آپ کے ایک خلیفہ شاہ غلام علیؒ تھے۔ وہ پنکھا ہلاتے تھے، جب پنکھا ذرا زور سے ہلاتے تو حضرت فرماتے مجھے اُڑا دوگے کیا؟ وہ آہستہ ہلاتے تو فرماتے غلام علی تیرے ہاتھوں میں زور نہیں رہا۔

شاہ صاحب نے فرمایا حضرت تیز ہلاتا ہوں تو آپ ناراض ہوتے ہیں، آہستہ ہلاتا ہوں تو آپ ناراض ہوتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ پنکھا ہلانا چھوڑ دو۔ حضرت شاہ صاحب رونے لگ گئے۔ کہ میرے شیخ مجھ سے ناراض ہو گئے۔ تو پھر دوبارہ پنکھا ہلانے کی اجازت مل گئی۔

حضرت اتنے نازک مزاج تھے، اگر ایک تنکا ٹیڑھا پڑا ہوتا تو آپ کے سر میں درد ہو جاتا۔ مَیں کہا کرتا ہوں۔ کامل سے اخذ فیض کے لئے عقیدت، ادب اور اطاعت کی ضرورت ہے۔ علم ظاہری کے لئے ۵۰ فیصد استاد کا ادب اور ۵۰ فیصد طالب علم کی محنت ہو تو ترقی ہوتی ہے۔ لیکن فیضِ باطنی کے لئے ۱۰۰ فی صدی ادب کی ضرورت ہے۔ مَیں اپنے بیٹوں کو جب وہ دیوبند میں پڑھتے تھے لکھا کرتا تھا کہ اپنے اُستادوں کا بہت ادب کیا کرو ان کی ہر خدمت اپنے لئے فخر سمجھو، اُٹھتے وقت اُستادوں کے جوتے سیدھے کر دیا کرو۔

میرے مربی و محسن حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ ۲۵ سال ہندوستان سے باہر رہنے کے بعد جب واپس تشریف لائے تو مَیں اس وقت ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے دہلی گیا ہوا تھا۔ دہلی سے سیدھا کراچی پہنچا۔ جو اور احباب ان کے استقبال کے لئے کراچی گئے۔ ان میں میاں ظہیر الحق بھی تھے جو اس وقت حلقہ ذکر میں موجود ہیں۔ کراچی اُترنے کے بعد مولانا مظہر العلوم میں ٹھہرے۔ آپ اُوپر کی منزل پر کتب خانہ میں آرام فرماتے تھے۔ جب نیچے آنے کی ضرورت ہوتی تو اُن کا جوتا مَیں اُٹھایا کرتا تھا۔ وہاں مَیں نے میاں ظہیر الحق اور دوسرے احباب کو مخاطب کرکے کہا کہ تم لوگ میرا جوتا اُٹھاتے ہو۔ اور مولانا کا جوتا اُٹھانا میرا فرض ہے۔ آدمی کتنا بھی بڑا ہو جائے بڑوں کے لئے چھوٹا ہے۔ کبر فی موت الکبریٰ، جس طرح اللہ والوں کی صحبت سے اور بہت سی چیزیں حاصل ہوتی ہیں اسی طرح یہ نعمت یعنی "خوفِ خدا" بھی حاصل ہوتی ہے۔

قرآن میں اللہ والوں کی اس صفت کا ذکر اسی طرح کیا گیا ہے۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝

ترجمہ:- ایمان والے وہی ہیں جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں۔ اور جب اس کی آئتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (سورۂ انفال رکوع ۱)

دوسری جگہ فرمایا وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ ترجمہ:- اور وہ اس کی محبت پر مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں تو خاص اللہ کے لئے۔ نہ ہمیں تم سے بدلہ لینا مقصود ہے اور نہ شکر گزاری۔ ہم تو اپنے رب سے ایک اداس اور ہولناک دن سے ڈرتے ہیں (سورۃ الدہر رکوع ۱)

اللہ والے اپنے ہر قول و فعل پر نظر رکھتے ہیں۔ وہ ہر وقت خدا سے ڈرتے ہیں۔ کہ خدا جانے اس فعل کی جزا ملنی ہے یا سزا۔ بالکل ایسے ہی جیسے بچہ سکول میں سوال نکالنے کے بعد ڈرتا رہتا ہے کہ صحیح جواب آگیا تو اُستاد سے شاباش ملے گی ورنہ مُنہ پر تھپڑ پڑے گا۔ اسی طرح طالب صادق شیخ کامل سے ہر وقت ڈرتا رہتا ہے۔ خدمت شیخ میں رہنے سے بیشمار فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن بے ادبی کے نقصانات کا خطرہ بھی ہر وقت لگا رہتا ہے۔ اسی لئے واصل زیادہ ڈرتا ہے غافل کم ڈرتا ہے۔ قرآن میں آتا ہے جب تم تین ہوتے ہو تو چوتھا تم میں خدا ہوتا ہے اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے یہ سبق پک جاتا ہے کہ انسان اگر سات کوٹھڑیوں کے اندر گناہ کرکے آئے تو دیکھنے والا دیکھتا ہے اور سزا دیتا ہے یاد

اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(از نغمات صداقت)

صحابہؓ تھے اسلام پھیلانے والے صداقت سے باطل کو جھٹلانے والے
شریعت کے احکام بتلانے والے رہِ راست اُمّت کو دکھلانے والے
یتیموں کی امداد فرمانے والے!
غریبوں کی مشکل میں کام آنے والے

لرزتے تھے کُفّار ان کے مقابل نہ آتے تھے اشرار ان کے مقابل
بہادر تھے لاچار ان کے مقابل نہ چلتی تھی تلوار ان کے مقابل
دلاور تھے بے مثل یکتا جری تھے
وہ مقبول ربؐ حبیبِ نبی تھے

مصیبت میں غیروں کی اپنوں سے بڑھ کر مددگار ہوتے تھے اصحاب سرورؐ
عجب شان ہے ان کی اللہ اکبر کہ فرماتے ہیں اُن کے حق میں پیمبرؐ
ستاروں کی صورت صحابہ ہیں میرے
کرے اُن کی تقلید جو خُلد چاہے

دیا راہِ حق میں جو تھا مال و دولت لُٹائی خدا کے لئے اپنی ثروت
خدا نے عطا کی انہیں جب خلافت تو پھر بھی وہ فاقوں پہ کرتے قناعت
یہ ہے شانِ ایمان و ایقان دیکھو
ہوئے یوں نبیؐ پر وہ قربان دیکھو

سدا چاہتے تھے وہ معیت نبیؐ کی دلوں میں وہ رکھتے تھے اُلفت نبیؐ کی
وُہ کرتے تھے ہر وقت خدمت نبیؐ کی غنیمت سمجھتے تھے صحبت نبیؐ کی
وہ پروانۂ شمعِ رُوئے نبیؐ تھے
وہ دیوانۂ خلق و خوئے نبیؐ تھے

اشاروں پہ چلتے تھے شاہِ ہُدا کے　　وہ پابندِ فرماں تھے خیر الورٰی کے
ہر اک حال میں ساتھ تھے مصطفٰے کے　　جواہر تھے گویا وہ کانِ وفا کے
خُدا ان سے خوش تھا خُدا سے وہ راضی
وہ تھے دینِ احمد کے شیدا و حامی

لگایا تھا جو فخرِ عالم نے پودا　　انہوں نے اسے خون سے اپنے سینچا
یہاں تک کہ ہے اُسکا عالم پہ سایہ　　ملا حق سے جو اس کے سائے میں آیا
یہ ہے شان ان کی کہ ہیں شان والے
ہیں احسان مند ان کے ایمان والے

سخاوت، عدالت، مروّت، شجاعت　　تلطّف، حمیّت، نیابت، شرافت
تحمّل، لیاقت، متانت، خطابت　　یہ سب خوبیاں ہیں بہ فیضِ رسالت
وہ تھے عکسِ حُسن و جمالِ محمدؐ
نمایاں تھے ان میں کمالِ محمدؐ

چراغِ حرم زیبِ محراب و منبر　　ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
صحابہ ہیں ان سے نہیں کوئی بڑھ کر　　یہ ہیں جانشینِ جنابِ پیمبرؐ
مراتب سمجھتے ہیں عرفان والے
ادب اُن کا کرتے ہیں ایمان والے

محبّت کا عالم تھا یہ مصطفٰے سے　　دل و جاں سے سلطانِ دیں پر فدا تھے
وہ شیدا تھے سچّے حبیبِ خدا کے　　اسی سے تو عالی ملے اُن کے رُتبے
محبّت ہے اُن کی محبّت نبیؐ کی
عداوت ہے اُن کی عداوت نبیؐ کی

دُعا

الٰہی ہم میں پھر صدیقؓ سا ایمان پیدا کر
عمر فاروقؓ سا کوئی جری انسان پیدا کر

رگِ تحریف کٹ جائے دمِ عثمانؓ پیدا کر
علی مرتضٰیؓ شیرِ خُدا کی آن پیدا کر

مسلمانوں میں دورِ اوّلیں کی شان پیدا کر
مرے مولا دلوں میں جذبہ ایمان پیدا کر

محسنہ کائنات

(گزشتہ سے پیوستہ)

(از جناب ماسٹر ولی الدین صاحب آنخگر خانقاہ ڈوگراں (شیخوپورہ))

(۲۲)

بشیر تائب ہو گیا۔ ہم نے تہ دل سے اُس کو مبارک باد پیش کی۔ اُس کی والدہ اور مسکین فطرت ہمشیرگان اب اس کے حُسنِ سلوک سے خوش ہیں۔ مگر اُس کی بیوی نذیراں اپنی حماقت اور بے دینی کے باعث اُس پر معترض ہے۔ ہاں پانچ چھ بچوں کی ماں بن چکی ہے۔ لٰہذا ہم اُمید کرتے ہیں۔ کہ اب نذیراں کو بھی بشیر کی بدلی ہوئی طبیعت کے تابع ہونے کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہو گا۔ وہ اُس کو نہایت ناصحانہ انداز میں سمجھانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ ہم بشیر کے حالات آئندہ قسط میں انشاء اللہ بیان کریں گے۔ کیونکہ چند بکھرے ہوئے حقائق اور بگڑے ہوئے نقوش ہماری نگاہوں کو اپنی طرف منعطف کرتے رہتے ہیں۔ اور جہاں تک ہماری بصیرت کا تعلق ہے۔ ہم کو ان بھیانک پردوں کے پیچھے غضب الٰہی کے قعر مُنہ کھولے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ آبادیاں برقِ خاطف کی نذر ہو کر نہ رہ جائیں۔ کیونکہ انسانی دُنیا کے وہ افعال و کردار جو ایسے واقعات کے اسباب و علل پیدا کر رہے ہیں۔ بلاشبہ احکامِ خداوندی کے منافی ہیں۔ اور پھر ان ناہنجاریوں میں تقریباً ساری قومیں مبتلا ہیں۔ اور خدائے لم یزل نے اکثر و بیشتر بگڑی قوموں کو اُن کی بد کرداریوں کا مزا چکھایا ہے۔ ؎

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملّت کے گناہوں کو معاف
اقبال مرحوم

شراب اور جُوا نصوصِ قطعیہ سے حرام ہیں۔ مگر بڑے سے بڑے شہر میں بھی شراب خانے اور قمار بازی کے اڈے آخر گنے تو جا سکتے ہیں۔ زنا اخلاقی اقدار کو انسانی بستیوں سے ختم کرنے والا فعلِ شنیع ہی سہی۔ مگر اس کے چکلوں کی تعداد عددِ معلوم سے باہر تو نہیں۔ ہم نے مانا۔ کہ عدالتوں میں کذب و افترا اور رشوت کا دور دورہ ضرور ہوتا ہے۔ مگر بہت کم مقدمات ہیں جو کہ فوجی اور دیوانی عدالتوں میں لڑے جاتے ہیں۔ چوری اور ڈاکے کی وارداتیں اخباروں میں پڑھی تو روز آتی جاتی ہیں۔ مگر ہم نے دیکھا ہے کہ کہیں مہینوں کے بعد ایسے شنیع وقوعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی واقعات حاضرہ میں اتنا ظلم بھی سُننے میں آتا ہے۔ کہ فلاں شخص نے اپنے بھائی۔ چچا۔ ماموں بلکہ بعض اوقات اپنے باپ تک کو بھی قتل کر ڈالا۔ مگر ہم آخر ان گناہوں کے مرتکب انسانوں کی فہرست تیار کر سکتے ہیں۔ اور پھر ایسے گئے گزرے زمانے میں بھی یہ افعال سنگین اور شدید جرائم کی حدیں ضرور شامل سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان کے کرنے والے ہر سوسائٹی میں نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

مگر

اے اولادِ آدم! ہم آج ایک ایسے جرم کی نشان دہی کر رہے ہیں کہ جس کی عالمگیری اور عمومیت کا یہ حال ہے کہ دس لاکھ کی آبادی میں فقط گنتی کے چند گھرانے ہی اس ملعون رویّہ سے بیزار ہونگے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ ہر دیہات ہر قصبے اور ہر شہر کے تقریباً ہر گھر میں گستاخ اور چنچل بیوی کے مقابلے میں ضعیف والدین کی کھلے بندوں بیعزتی کی جاتی ہے۔ اور پھر بے حسّی کا یہ عالم ہے کہ اس گناہ کو گناہ بھی نہیں سمجھا جاتا۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ سوسائٹی کا ایک فرد بھی اس ظلمِ عظیم کے خلاف احتجاج کرتا ہُوا نظر نہیں آتا۔ اور کوئی انسان بھی اپنے کسی رشتہ دار یا دوست سے عقوقِ والدین کے جرم پر مقاطعہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ رشتہ داروں اور اقربا میں ایک بھی ایسا مصلح نہیں ہے۔ جو والدین کے نافرمان کو تیوری بدل کر ہی دیکھے۔ لڑکی کے وارث تو سرے سے لڑکے کے والدین کی موت کے لئے شام و سحر دست بدعا ہیں۔ تو پھر اُن سے انصاف کی کیسے توقع ہو سکتی ہے۔ وہ اپنی لڑکی کی خود مختاری کے لئے صلہ رحمی کے تمام مقدس اصولوں کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اب پڑوس میں اس اپاہج اور ناتواں جوڑے پر کون رحم کھائے۔ اور پرائی آگ میں کون پڑے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام گھروں میں تقریباً ایک ہی طرح کی کشمکش جاری ہے۔ کتنا حسرت و یاس کا مقام ہے کہ ان مظلوموں کی کسی عدالت میں شنوائی ہی نہیں۔ مگر ہماری ضمیر کا تقاضا ہے کہ ہم ان منزلی سفاکیوں اور چیرہ دستیوں کے خلاف اتنا شور مچائیں کہ جس سے بہروں کے کان بھی کھل جائیں۔ خدا کا غضب! کہ قوم و ملّت کے بے وفاؤں کو غدّار کہا جائے۔ چوری کرنے والا چور اور ڈکیتی کا مرتکب ڈاکو مشہور ہو جائے۔ مگر والدین کے نافرمان اور بہنوں کا جبراً حصّہ کھانے والے کا کوئی نام بھی نہ ہو۔ ہائے۔ ہائے وہ مجرم بھی ہے مگر سوسائٹی میں دندناتا پھرتا ہے۔ یہ کیوں؟ در اصل کنواں میں بھنگ پڑی۔ سارے افرادِ معاشرہ ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ سب پر بیوی پرستی کا بھوت مسلّط ہے۔ اگر ہم مظلوموں کی خاموش آہوں کے خوفناک نتائج و عواقب سے ڈرتے ہیں۔ اور اقبال مرحوم کی زبان سے کہتے ہیں۔ ع

حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

اے دُنیا کے امن پسندو۔ اے تہذیب و اخلاق کے علمبردارو۔ اور اے فقیہو۔ محدثو اور عالمو! ہم آپ سے محبت شفقت۔ خدمت۔ خلوص۔ احسان۔ جاں نثاری۔ بذل و ایثار اور جنون و دیوانگی کے معانی پوچھتے ہیں۔ اور پھر عرض پرداز ہیں کہ ان قدسی الاصل الفاظ کا صحیح منبع و مبداء والدہ کے دل کے سوا اور کوئی مقام بھی ہو سکتا ہے؟ اور اگر یہ الفاظ اپنی معنوی خوبیوں کی بنا پر ساری کائنات کے انسانوں کے نزدیک دلوں کو رام کرنے کے لئے اور روحوں کو چین بخشنے کے لئے ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں مادی طاقتوں سے زیادہ کارگر ثابت ہوتے ہیں۔ تو پھر ہم دعوت دیتے ہیں کہ آؤ۔ اور اپنے خداداد علم و فضل کی تمام تر قوتوں کو فقط اسی لئے صرف کر دو کہ وہ دل جو حقیقی معنوں میں مذکورہ بالا حسنات کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ کسی بستی میں کسی گھر میں۔ کسی جھونپڑے میں۔ بلکہ کسی بدوی خیمے میں بھی دکھنے نہ پائے۔ اس دل کو پریشان

نہ کیا جائے۔ تاکہ وہ رات دن دُعاؤں میں مستغرق رہے۔ اور تمام انسانی آبادیوں پہ پروردگارِ عالم کی رحمت کی بارش ہو۔

ہمارے دل میں اندیشے پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ روز افزوں زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ہلاکت کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ اور وہ دن بدن پھیلتے جاتے ہیں۔ کیونکہ جب ہم اقوام عالم کی تباہی کے حالات قرآن مجید کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ تو ہماری رُوح خوف و ہراس سے کانپ اُٹھتی ہے۔ ہاں ہاں اگر لواطت کے جرم سے قوم لوطؑ کی بستیاں تباہ و برباد کی جاسکتی ہیں۔ اگر حضرت شعیب کی قوم کم تولنے اور کم ماپنے کی وجہ سے ہلاک ہوسکتی ہے۔ اور اگر ابرہہ کا انہدام کعبہ کا ارادہ تمام حملہ آوروں کو بربادی کے جہنّم میں دھکیل سکتا ہے۔ تو اے دُنیا کے مسلمو! اور غیر مسلمو! اور مستقبل کے حوادث کو بھانپنے والے انسانو! آؤ تاکہ ہم سب مل کر اُن تمام انسانی بستیوں میں گھُس جائیں۔ جہاں سے بُوڑھے والدین کی مظلومانہ آہیں اُٹھ رہی ہیں۔ جہاں محسن کُشی کا دَور دَورہ ہے۔ جہاں ہوس پرستوں نے ضعیف ماؤں کو ذلیل کر کے سارے اختیارات اپنی ناعاقبت اندیش بیویوں کو دے رکھے ہیں اور دیکھیں کہ کہیں اہل بستی پہ غضبِ الٰہی کے انتقامی انگارے تو برسنے والے نہیں؟ وہاں کے کوہسار بحکم پروردگار حرکت میں آکر محسن آزار مخلوق کو پیسنے پر آمادہ تو نہیں ؟ کیا اُن بدنصیب خطوں کو زلزلوں نے اپنی بازیگاہ کے لئے تو تجویز نہیں کر رکھا؟ غیر مسلمو! سُن لو۔ کہ تم تو اسلام کا انکار کر کے پہلے سے ہی جہنّم کا ایندھن ہو۔ اور اس پر والدین کو تنگ کر کے پیش از وقت شعلوں کو دعوت دے رہے ہو۔ اور اے برادرانِ اسلام! ایمان کے بعد اگر تمہارا کردار (اسلام) معاشرے کی قباحتوں میں موجودہ رفتار سے اضافہ کرتا رہا۔ تو انجام کار خیر تمہاری بھی نہیں ہے۔ آؤ۔ اور ہمارے ایک سوال کا بڑے تدبّر سے جواب دو۔

وہ ماں جس نے سات لڑکوں کو پال پوس کر جوان کیا ہو۔ اب بڑھاپے میں رانڈ ہو چکی ہو۔ ساتوں لڑکے اپنے اپنے گھروں میں آباد ہوں اور صاحبِ اولاد بھی ہوں۔ اُن کے تمام گھروں میں دنیاوی خوشحالی فارغ البالی ہو۔ بالفاظِ دیگر ہر گھر اہل خانہ کے لئے عشرت کدہ ہو۔ باورچی خانوں میں نعمت خانے موجود ہیں۔ ڈرائنگ روموں میں سوفے۔ قالین۔ دروازوں پر چلمنیں اور پردے اور اندر بجلی کے قمقمے رات کو دن سے زیادہ منوّر کر رہے ہیں۔ خدم و حشم بھی حسب ضرورت آگے پیچھے بھاگے پھرتے ہوں۔ مگر یہ نعمتوں سے بھرپور ماحول ساتوں گھروں کے رہنے والوں کو اس قدر غافل کر دے کہ اُن کی محسنہ۔ پرورش کرنے والی۔ اُن مخلص خادمہ جس کے ہاتھوں میں رعشہ۔ قدموں میں ڈگمگاہٹ۔ کانوں میں بہرہ پن۔ آنکھوں میں موتیا بند ہو۔ ایک ایسی پرانی حویلی میں رہتی ہو۔ جس کی چار دیواری سجدہ ریزی کر رہی ہو۔ جس کے مکانوں کی بوسیدہ چھتیں ہوں۔ اور کواڑوں سے کُتّے اور بلیاں آسانی سے اندر باہر آجاسکیں۔ پھر بیماری اور تندرستی میں اُس کا پُرسانِ حال بھی کوئی نہ ہو۔ مہمان بھی آئیں تو بھرے ہوئے گھروں میں آئیں۔ اگر یہ بُڑھیا تپ سے کراہتی ہو۔ نصف شب کو (اللہ تعالےٰ آسمان دُنیا پر) کسی حاجت کے لئے لڑکھڑاتی ہوئی اپنی چارپائی سے اُٹھے اور اندھیرے میں فرطِ ضعف سے ٹھوکر کھاکر زمین پر گر جائے۔ اور اس حالت میں اپنے غافل بیٹوں کے گھروں کی طرف مُنہ کر کے خدا تعالےٰ سے ایک آہ بھر کر رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا۔ کہہ دے۔ تو اس میں کیا تعجب کی بات ہے۔ کہ طلوعِ صبح سے پہلے پہلے ان گھروں کے نغماتِ عشرت کہرام اور ماتم سے بدل جائیں۔ ان سے نعمتیں چھن جائیں۔ اُن کی بے بسی اور ہلاکت پر آسمان اور زمین ایک بھی آنسو نہ بہائے۔ کیا آپ نے وہ شعر نہیں سُنا ہے ؟ ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دُعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید

مگر ہم احکم الحاکمین کو گواہ کر کے کہتے ہیں۔ یہ ستائی ہوئی جان۔ یہ محروم مرد خادمہ۔ یہ دھکیلی ہوئی محسنہ۔ یہ بکھرے ہوئے سفید بالوں والی مظلومہ اور یہ جھریوں والے چہرہ والی ضعیفہ جب زمین پر گرتی ہے۔ تو فرطِ شفقت سے کہتی ہے کہ یا اللہ میرے بچّوں کی خیر اور جب یہ نیم مردہ زمین سے اُٹھتی ہے تو پھر بھی کہتی ہے۔ کہ یا اللہ میرے شیروں کی خیر۔ ؎

واہ کیا حلم ہے۔ اپنا تو جگر ٹکڑے ہو
لیک ایذا سے ستمگر کے روادار نہیں

آپ مانیں یا نہ مانیں۔ مگر یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ ماں کی رُوح انتقامی جذبات سے ناآشنا ہوتی ہے۔ وہ اپنے نافرمان بچّوں کے لئے بھی سراپا رحمت ہے وہ عفو کی زندہ مثال ہے۔

میں اس قسط کے اختتام پر ایک دو واقعات کا حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ لہٰذا اُن کو سپردِ قلم کیا جاتا ہے۔

نوٹ: (میں واقعات میں افراد کے نام ارادۃً بدل دونگا۔ تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو)

حشمت علی کی بیوی فوت ہوگئی۔ فقیر محمد نامی ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً ایک سال اور ایک لڑکی فرحت بی بی جس کی عمر تین سال کے لگ بھگ ہوگی۔ یتیم رہ گئے۔ حشمت علی اگرچہ گاؤں کے نمبردار کا لڑکا تھا لیکن بچّوں کی والہانہ محبت اور جذبۂ حفاظت کی وجہ سے دوسری شادی نہ کر سکا۔ ڈرتا تھا کہ میں تو نئی بیوی کے ساتھ عیش و عشرت سے زندگی بسر کرنے لگ جاؤں گا۔ مگر فقیر محمد اور فرحت بی بی جن کے معصوم جذبات داغِ یتیمی سے مجروح ہو چکے ہیں۔ سوتیلی ماں کے جور و ستم کا تختۂ مشق بنے رہینگے۔ لہٰذا اُس نے اپنے پورے شباب کو ان دو بن ماں کے بچوں کی پرورش پر قربان کر دیا۔ رات دن اُن کی پرداخت۔ کبھی کھیتوں میں کبھی گھر میں کبھی بازار میں۔ الغرض باپ ہو کر ماں اور باپ دونوں کے بیک وقت فرائض مجنونانہ ادا کرتا رہا۔ میری والدہ ماجدہ فرمایا کرتی ہیں کہ میں نے فقیر محمد کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تمام جسم پھنسیوں سے بھرا ہُوا تھا۔ پیپ۔ خون اور اس پر مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔ اور حشمت علی کا ایسے بچّے کو ہر وقت اُٹھائے پھرنا۔ پھر بول و براز۔ منہ سے رال ٹپکنا۔ دن کی گھڑیاں اور رات کے لمحات۔ اپنی روٹی اپنے ہاتھوں سے پکانا۔ اپنے بچّوں کے کپڑے دھونا۔ سردی اور گرمی کی صعوبتیں غرضیکہ ایک زندگی تھی۔ جو مکمل مصائب بھری مشغولیت۔ مامتا اور جانکاہ محویت کا پہلو لئے ہوئے تھی۔

خیر لڑکا چند برسوں کے بعد مدرسہ میں جانے کے قابل ہُوا۔ اور لڑکی فرحت بی بی میں گھر کا کام کاج کرنے کی کچھ سوجھ بوجھ پیدا ہوئی۔ لہٰذا فقیر محمد نے پرائمری کا امتحان تو گاؤں میں ہی پڑھ کر پاس کر لیا مگر مڈل کی جماعتوں کے لئے قریب کے قصبے

میں جانا پڑا۔ میٹرک کا امتحان شہر میں رہ کر دینا پڑا۔ مگر اس دوران میں باپ ہے۔ کہ مکمّل اَن پڑھ ہونے کے باوجود اپنے بچّے کی تعلیم کے لئے رات دن کوشاں ہے۔

مَیں نے دیکھا۔ کہ فقیر محمد میٹرک پاس کرنے کے بعد کئی سال بلا ملازمت گاؤں میں پھرتا رہا۔ مگر باپ کے ساتھ کام کرنے کے لئے ایک دن بھی کھیتوں میں نہ گیا۔ نہ ملازمت ملتی۔ نہ گھر کے کام کو ہاتھ لگاتا۔ شادی بھی ہو گئی۔ ایک دو بچّوں کا باپ بھی بن گیا۔ مگر سُن لیجئے۔ کہ شادی ہوتے ہی بیوی سے بن گئی۔ اور باپ سے بگڑ گئی۔ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ ایک دن باپ کو لاٹھی سے پیٹا۔ حشمت علی مظلوم کے کان پر ایسی چوٹ لگی۔ کہ اب تک بہرہ ہے۔ بعد ازاں فقیر محمد کو لاہور میں بڑی اچھی ملازمت مل گئی۔ ایک بڑا گراں قیمت مکان بھی مل گیا۔ ایک لڑکا ملازم ہے اور دوسرا لڑکا ایم۔ ایس۔ سی کا امتحان دے رہا ہے۔ فقیر محمد سال ڈیڑھ کے بعد گاؤں میں آتا ہے۔ مگر کم از کم پچیس برس گزر گئے ہوں گے اُس نے اپنے بُوڑھے باپ کو کبھی بُلایا تک بھی نہیں۔ حشمت علی رہائے افسوس) اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا ہے۔ اور دیوانوں سی زندگی بسر کرتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی حالت زار خالقِ ارض و سما کو خاموش آواز سے کہہ رہی ہے۔ ع

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

پرسوں کی بات ہے میں جماعتوں میں جاکر غریب اور یتیم بچّوں کی فہرست تیار کر رہا تھا۔ کیونکہ ان دنوں فیسیں معاف کی جاتی ہیں۔ ہر غریب یا یتیم لڑکا جس کے بڑے بھائی شادی شدہ تھے۔ یہی جواب دیتا تھا کہ جناب میرے دو یا تین یا ایک شادی شدہ بھائی علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے گھروں میں ہیں۔ اور ہم سب چھوٹے بھائی بہنیں اپنی ماں کے ساتھ رہتے ہیں۔ بڑے بھائی ہماری کوئی مدد نہیں کرتے ہیں۔ یہ الفاظ سُن کر میرے دل پر ایک چوٹ لگتی تھی۔ اور مَیں اپنے ساتھی مولوی غلام سرور صاحب سے کہہ رہا تھا۔ کہ آپ سمجھتے ہیں۔ کہ مَیں غربا اور یتامیٰ کی فہرست تیار کر رہا ہوں۔ نہیں۔ بلکہ یہ تو محسنۂ کائنات کے لئے واقعات فراہم کرنے کا بہانہ ہے۔ حقیقت ہے۔ اولاد میں سے ماں ہمیشہ اُسی بچّے کا ساتھ دیتی ہے جس کا کوئی وسیلہ نہ ہو۔

پڑوس میں ایک بُوڑھا چند مہینے ہُوئے کہ فوت ہو چکا ہے۔ اُس کی زندگی کے تقریباً پچھلے دن بڑی معذوری سے گزرے۔ اب اُس کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ بیٹا بدکرداری میں مشہور اور باپ سے ہمیشہ نفور رہا۔ لڑکی اپنے سسرال میں صاحبِ اولاد۔ بوڑھا بیچارہ ضعف و نقاہت کے ساتھ بینائی بھی کھو بیٹھا تھا۔ بہو بیٹیاں ایک کی بجائے دو تھیں۔ مگر بُوڑھے پر کسی کو بھی ترس نہ آتا تھا۔ بیٹا برسوں سے باپ کے ساتھ کلام تک کرنے کا روادار نہ تھا۔ اس مظلوم انسان کی لڑکی نے اُس کی موت کے بعد ایک دن اپنے باپ کا یوں ذکر کیا۔ کہ کبھی کبھی میرا باپ میرے گھر میں آتا۔ اُس کی چادر کے ایک پلڑے میں باجرے کا ایک خشک ٹکڑا ہوتا۔ مجھے کہتا۔ کہ یہ لے لو۔ اور مجھے اپنے گھر سے روٹی کھانے کو دو۔ وہ لڑکی یہ الفاظ کہتی تھی۔ اور زار زار روتی تھی۔ اُس نے بتایا کہ مجھے بھی میرے گھر والے باپ کی امداد کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار

معاشرے پر اس مختصر تبصرے کے بعد مَیں اب اصل قصّے کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (باقی پھر)

کتاب "نغماتِ صداقت" کے متعلق

حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی کی رائے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امّا بعد

مَیں عدیم الفرصت ہونے کے باعث "نغماتِ صداقت" کو اوّل سے آخر تک سارے کا سارا تو دیکھ نہیں سکا۔ البتہ جہاں کہیں سے مَیں نے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ تو جس مقصد کے لئے یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے اس لحاظ سے مَیں نے اسے

اسم بامسمّٰی پایا ہے

واقعی توحید و رسالت کی تبلیغ، ختمِ نبوت کا تحفظ۔ اصحاب رسول کے فضائل و مناقب، پیغام جہاد اعلاء کلمۃ الحق، اربابِ قیادت پر اصلاحی تنقید، فواحش و منکرات اور تلبیسات کا انسداد، احیائے دین اور عقائدِ حقّہ کی نشر و اشاعت ان تمام عنوانات کا یہ مجموعہ صحیح ترجمان ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ مخدوم و محترم ابو السیف عتیق صاحب دام مجدہٗ کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ عنوانات مجوزہ کا نور مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ تاکہ مسلمان صحیح معنی میں مسلمان ہو کر پاکستان کو صحیح طریقہ پر اسلام کا گہوارہ بنا دے۔ وما ذالکَ علی اللہ بعزیز۔ آمین یا اللہ العالمین

العارض از احقر الانام احمد علی عفی عنہ

۳۰ شوال مطابق ۳۱۔ مئی ۱۹۵۷ء

ٹائیٹل . . . دیدہ زیب
طباعت و کتابت . . . نفیس
قیمت . . . ایک روپیہ آٹھ آنے

ملنے کا پتہ:-

دفتر ہفت روزہ خدام الدین
شیرانوالہ گیٹ لاہور

ناشر

ابو السیف عتیق ناظم مکتبۂ صداقت
چنیوٹ ضلع جھنگ

وظائف و لطائف

خاموش مبلغ ملتان

ترغیب ذکر

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فقراء مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ دولت مندوں نے اعلیٰ درجات اور جنت کی نعمتوں کو حاصل کر لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا سبب؟ انہوں نے عرض کیا وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں اور وہ خیرات بھی کرتے ہیں جو ہم نہیں کر سکتے۔ وہ غلاموں کو آزاد کرتے ہیں اور ہم آزاد نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ تم اس کے سبب ان لوگوں سے سبقت لے جاؤ۔ جو تم سے پہلے اسلام لا چکے ہیں۔ اور ان لوگوں سے بھی مرتبہ میں بڑھ جاؤ۔ جو تمہارے بعد پیدا ہوں گے۔ اور تم سے کوئی شخص بہتر و افضل نہ ہوگا مگر صرف وہ شخص جو وہی عمل کرے جو تم کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ پڑھو۔ اللہ اکبر کہو۔ اور الحمد للہ کہو۔ ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ۔ ابوصالح راوی کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد فقراء مہاجرین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ ہمارے مال دار بھائیوں نے اس بات کو سنا جو ہم نے کی اور انھوں نے بھی اس پر عمل کیا (اور اس طرح وہ پھر ہم سے بڑھ گئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ خدا کا فضل ہے وہ جس کو چاہے عطا فرمائے (بخاری و مسلم)

نماز کے بعد ذکرِ مسنونہ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہے یعنی کل ننانویں مرتبہ اور سو کی تعداد کو پورا کرنے کے لیے کہے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے اگرچہ وہ دریا کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (یعنی بہت زیادہ ہوں) (مسلم)

نماز فجر و عصر کے بعد ذکر الٰہی

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک ایک ایسی قوم کے ساتھ جو خدا کا ذکر کریں میرا بیٹھنا میرے نزدیک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیغمبر کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک بھی ایسے (ذاکر) لوگوں میں میرا بیٹھنا میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں چار غلام آزاد کروں۔ (ابوداؤد)

دو رکعت نماز اشراق کی فضیلت

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے فجر کی نماز با جماعت ادا کی اور سورج نکلنے تک بیٹھا ہوا ذکر الٰہی میں مصروف رہا۔ اور پھر سورج نکلنے پر اس نے دو رکعت نماز ادا کی تو اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ثواب پورے حج کا اور پورے عمرہ کا۔ پورے حج اور پورے عمرہ کا۔ پورے حج اور پورے عمرے کا۔ (ترمذی) اللھم اجعلنا منھم

آیۃ الکرسی کی فضیلت

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکڑی کے اس منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کو موت کے سوا کوئی چیز جنت میں جانے سے نہیں روکتی۔ اور جو شخص آیۃ الکرسی کو سوتے وقت پڑھے خداوند تعالیٰ اس کے اور اس کے پڑوسی کے اور جتنے مکان اس کے مکان کے گرد ہوں۔ سب کو امن میں رکھتا ہے۔ (بیہقی)

دعائے پناہ

حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو یہ کلمات سکھاتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ سے نماز کے بعد خدا کی پناہ مانگتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ ط

ترجمہ: اے اللہ میں تیرے ذریعہ نامردی، بخل، ناکارہ عمر، فتنۂ دنیا اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ (بخاری)

سلام پھیرنے کے بعد

حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا سلام پھیر کر ایک جانب بیٹھتے تو تین مرتبہ استغفار پڑھتے تھے۔ اور پھر یہ فرماتے: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

ترجمہ: اے پروردگار تو عیبوں سے پاک ہے اور تجھ سے ہی سلامتی ہے (بندوں کی سب آفتوں سے) تو با برکت ہے اے عظمت و بخشش کے مالک (مسلم)

خیر مقدم

۲۶ جون ۵۷ء سے جمعیۃ علمائے اسلام مغربی پاکستان کے زیر اہتمام ایک سہ روزہ "ترجمان اسلام" کا اجراء ہو رہا ہے۔ ہم اس کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں ہر جماعت کا ایک ترجمان ہونا ضروری ہے اور متذکرہ اخبار تو ترجمانِ جمعیۃ کے علاوہ "ترجمانِ اسلام" بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ "ترجمان اسلام" کو میدانِ صحافت میں پوری کامیابی عطا کرے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از ملفوظاتِ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(متعلق تصوف)

(ایم عبد الرحمن صاحب (لودھیانوی) بی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

(۱) فرمایا لوگ معصیت پر بہت دلیر ہوتے جاتے ہیں۔ اس کی نحوست سے تمام امراضِ روحانی پیدا ہوتے ہیں۔ نورانیت قلب سے جاتی رہتی ہے۔ اور ظلمت بڑھ جاتی ہے۔ معاصی میں بڑی ہی ظلمت اور تاریکی ہے اپنی ذات کے اعتبار سے بھی اور آثار کے اعتبار سے بھی۔

حدیث میں اس کی تائید موجود ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی گناہ کرتا ہے اُس کے قلب پر ایک سیاہ دھبّہ پیدا ہو جاتا ہے اگر بندہ خلوص سے توبہ کر لیتا ہے تو حق تعالےٰ اُس دھبّہ کو قلب سے صاف فرما دیتے ہیں۔ اگر توبہ نہیں کرتا اور اس گناہ کو پھر کرتا ہے۔ اور اس پر اصرار کرتا ہے تو وہ دھبّہ پھیلنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سارے قلب کو محیط ہو جاتا ہے۔ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ کَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ○ اسی کو مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

ہر گنہ زنگے ست بر مرأتِ دل
دل شود ایں زنگ ہا خوار و خجل
چوں زیادت گشت دل را تیرگی
نفسِ دوں را بیش گردد خیرگی

(۲) ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ حق تعالےٰ فرماتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ط پارہ ۲۱ رکوع ۱۲

اور جنھوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سمجھا دینگے اُن کو اپنی راہیں جَاھَدُوْا سے مراد غور و فکر، دعا و التجا، سعی و کوشش حق تعالےٰ کے سامنے الحاح و زاری تواضع و خاکساری پیدا کرو، رونا اور چلّانا شروع کرو نخوت اور تکبّر کو دماغ سے نکال کر پھینک دو اس کے بعد وصول میں دیر نہیں لگتی ذرا بطور امتحان ہی کے کرکے دیکھ لو۔

(۳)- فرمایا کہ آج کل لوگ بزرگ اس کو سمجھتے ہیں [illegible] اس کے پیچھے پیروی [illegible] ہوں، لٹیں ناف تک ہوں۔ چوغہ گٹھوں تک ہو۔ بڑے بڑے دانوں کی تسبیح ہاتھ میں ہو۔ بس درویش ہیں۔ شاہ صاحب ہیں۔ ولیٔ کامل ہیں۔ کیا خرافات ہے۔ ہمارے حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ آج کل درویشی دو پیسہ میں ملتی ہے۔ ایک پیسہ کا گیرو خرید لیا کپڑے رنگ لئے ایک پیسہ کی تسبیح خرید لی درویش ہو گئے۔ ہمارے بزرگوں کے طریق کو تو ظاہر بین مولوی سمجھتے ہیں کہتے ہیں کہ اسے درویشی سے کیا تعلق، ایسے لوگوں میں تو جس قدر خلافِ شریعت ہو وہ زیادہ کامل سمجھا جاتا ہے اسی کو مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

کارِ شیطاں میکنی نامت ولی
گر ولی ایں است لعنت بر ولی

۴- فرمایا کہ اس طریق میں دشواری اسی وقت تک ہے۔ جب تک اس کی حقیقت سے بے خبری ہے۔ حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد پھر اس سے زیادہ سہل اور آسان کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ لوگوں نے فن نہ معلوم ہونے کی وجہ سے اس کو ہوّا بنا رکھا ہے اور ایسی بُری طرح تصوّف پیش کیا ہے کہ بجائے رغبت کے لوگوں کو وحشت ہو گئی۔

۵- فرمایا کہ آج کل لوگ کیفیات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ جو کہ غیر مقصود ہیں۔ گو یہ کیفیات غیر مقصودہ لذیذ ہوتے ہیں۔ جیسے مرچ ہے کہ غذا ہونے میں غیر مقصود ہے مگر لذیذ ہے اور اب تو لوگ ان کیفیات کو مقصود سمجھ کر گویا نری مرچوں ہی کا سالن کھاتے ہیں کیا حاصل ہوتا ہوگا۔ نری آگ ہی آگ ہے ایسے علومِ غیر مقصودہ ہیں جیسے چکنے چپڑے مضامین ہوتے ہیں وہ علومِ مقصودہ میں نہیں ہوتے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کہ اگر روپیہ کا سکّہ خوبصورت نہ ہو تو پھر بھی چونسٹھ پیسے ہی میں گے اور شیشہ یا رانگ کا ٹکڑا گو بہت چمکدار اور خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ مگر بازار میں نہ چلے گا۔ اسی طرح بازارِ آخرت میں کیفیات بالذّات جو حقیقت کے اعتبا سے گویا شیشہ یا رانگ کا ٹکڑا ہے نہیں چلیں گے اور اعمال جن کی حقیقت سکّہ ہے یہ چلیں گے۔

انسان کو مقصود کاموں میں لگنا چاہیئے اور غیر مقصود کے درپے نہیں ہونا چاہیئے۔

۶- فرمایا نفس بھی عجیب چیز ہے۔ اتّباعِ ہوا کو کبھی کبھی اتّباعِ سُنّت کے رنگ میں دکھاتا ہے۔ اس کا ایسا لطیف مکر ہوتا ہے کہ اتّباعِ ہوا کو یہ سمجھتا ہے۔ کہ مَیں اتّباعِ سُنّت میں مشغول ہوں۔ صاحبو! یہ تو آسان ہے کہ انسان یہ کہے کہ میں مومن ہوں۔ مگر سُنّت کا دعویٰ بڑا مشکل ہے۔ اس وقت ان دونوں میں فرق کرنا محقّق اور عارف ہی کا کام ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اپنے حالات کی اطلاع اپنے مُربّی کو کرتا رہے وہ اپنے تجربات و بصیرت کی بناء پر اس کی رہبری کرے گا۔ اور اُس کو تمام سخت سے سخت گھاٹیوں سے لے کر گذر جائے گا۔

۷- ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! ذرا اس کا مطلب بیان فرمائیں

صحبتِ نیکاں اگر یک ساعت است
بہتر از صد سالہ زہد و طاعت است

فرمایا مجھ سے تو آپ ہی بہتر سمجھنے والے ہیں۔ مگر مَیں جو سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ کامل کی صحبت میں بعض اوقات کوئی گُر ہاتھ آ جاتا ہے یا کوئی حالت قلب میں ایسی پیدا ہو جاتی ہے جو ساری عمر کے لئے مفتاحِ سعادت بن جاتی ہے یہ کلیہ نہیں بلکہ جملہ ہے ہر وقت یا ہر ساعت مراد نہیں۔ بلکہ وہی وقت اور وہی ساعت مراد ہے جس میں ایسی حالت پیدا ہو جائے۔ عرض کیا تو کیا ہر صحبت اس درجہ مفید نہ ہوگی۔ فرمایا کہ ہے تو یہی مگر کس کو علم ہے کہ وہ کونسی ساعت ہے جس میں یہ حالت میسّر ہوگی۔ ہر صحبت میں اس کا احتمال ہے۔ اس لئے ہر صحبت کا اہتمام چاہیئے اس سے ہر صحبت کا مفید اور نافع ہونا ظاہر ہے اور اس حالت کو صد سالہ طاعت کے قائم مقام بتلانے کو ایک مثال سے سمجھ لیجئے۔ اگر کسی شخص کے پاس سو گنّی ہوں تو بظاہر تو اس کے پاس

اَمتعہ میں سے ایک چیز بھی نہیں۔ مگر اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو ہر چیز اُس کے قبضہ میں ہے۔ اسی طرح اگر وہ کیفیت اس کے اندر پیدا ہوگئی تو بظاہر تو خاص طاعات میں سے کوئی چیز اس کے پاس نہیں مگر حکماً ہر چیز ہے۔ پس مراد اعمال پر قوّت ہونا ہے۔ اسی سے سب کام اُس کے بن جائیں گے۔ اور اصل چیز وہی کام ہیں جن کی یہ مفتاح صحبت میں نصیب ہوگئی۔ اگر وہ اعمال نہ کئے تو نری مفتاح کس مصرف کی۔ اسی لئے یہ کہتا ہوں کہ بدوں اعمال نہ کچھ اعتبار ہے اقوال کا، نہ احوال کا، نہ کیفیات کا، اسی لئے ان چیزوں میں سے کسی چیز میں بھی حظ نہ ہونا چاہیئے۔ اگر اعتبار کے قابل کوئی چیز ہے تو وہ اعمال ہیں اور اعمال بلا توفیق حق کے مشکل، اور توفیق عادتاً موقوف ہے۔ صحبتِ کامل پر، اسی لئے مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

قال را بگذار مردِ حال شو
پیشِ مردِ کاملے پامال شو

۸- ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ یہ طریق بہت ہی نازک ہے۔ اس میں قدم رکھنے سے پہلے اپنی شان، اپنے کمالات سب کو فنا کر دے اور مصلح کی ہر بات اور ہر تعلیم پر عمل کرنے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کرلے۔ اس راہ کے لئے پہلی شرط یہ ہے۔ کہ ایسا بن جائے۔ فرماتے ہیں ؎

در رہِ منزلِ لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں
شرطِ اوّل قدم آنست کہ مجنوں باشی

حتّٰی کہ جوتیاں کھانے کو تیار ہو جائے اور جو جوتیاں کھانے کو تیار ہوگیا۔ اُس نے گویا جوتیاں کھا ہی لیں۔ اور اس کی اصلاح ہو ہی گئی۔ آمادہ ہونا ہی تو مشکل ہے۔ اس لئے کہ آمادگی وہی بہتر ہے جو خلوصِ دل سے ہو۔ اور خلوصِ دل سے آمادہ وہی ہوتا ہے جو اپنی شان نہیں رکھتا۔ اور یہی اصل چیز ہے کام کی کہ اپنے کو مٹا دے فنا کردے۔ ورنہ محض جوتیاں کھانے سے بھی کیا ہوتا ہے؟

۹- ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ میں اہلِ طریق کے لئے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتا ہوں کہ ہر کام سہولت سے ہو جائے۔ حتّٰی کہ بڑے بڑے مقاصد سہولت سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ موقوف ہے صحبت پر مرید کو شیخ کی خدمت میں ایک مدتِ خاص تک رہنا ضروری ہے۔ اس سے مقصود میں خاص سہولت ہو جاتی ہے۔ رہا یہ کہ کس قدر مدت میں کام ہو جاتا ہے۔ اس کا تعین مشکل ہے۔ یہ مناسبت پر موقوف ہے۔ اگر اہلِ استعداد ہوتا ہے تو بہت جلد کام ہو جاتا ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں حضرت مولانا گنگوہیؒ کل ۴۵ روز رہے اس کے بعد حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ ہم دے چکے، جو کچھ دینا تھا۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ فرماتے تھے۔ کہ اُس وقت کا یہ فرمانا کہ ہم دے چکے جو کچھ دینا تھا سمجھ میں نہ آیا کہ کیا دیا۔ مگر پندرہ برس کے بعد معلوم ہوا کہ یہ دیا تھا۔ اس پر حضرت مولانا گنگوہیؒ نے مزاحاً فرمایا کہ اگر ہم یہ جانتے کہ یہ چیز ہے تو اتنی محنت کیوں کرتے؟ اس پر حضرت والا نے بھی مزاحاً فرمایا کہ مل جانے پر فرماتے تھے ورنہ پندرہ برس تو معلوم ہی ہونے میں لگ گئے۔

۱۰- ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ ایک رسالہ میں ایک ایسا جامع مضمون لکھا کہ اگر وہ ذہن میں آجائے تو پھر سارے رسالہ کی ضرورت ہی نہ رہے کہتے ہیں کہ شیخ میں دین ہونا چاہیئے۔ انبیاء کا سا، اور سیاست یعنی دارو گیر محاسبہ، معاقبہ (سزا دینا) سلاطین کا سا، تجویز اطبّاء کی سی کہ وہ ہر شخص کا جُدا جُدا علاج تجویز کرتا ہے ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! شیخ میں انبیاء کا سا دین کیسے ہوسکتا ہے فرمایا یہ مراد نہیں کہ اُن کے برابر ہو بلکہ اس کا مطلب اخلاص میں تشبیہ ہے یعنی اعمال میں دُنیا کی بُرائیوں اور نفس کی خواہشوں کی آمیزش نہ ہو۔ جس میں یہ باتیں ہوں وہ شیخ ہوسکتا ہے۔

۱۱- ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ کسی کے پاس محض رہنے سے کیا ہوتا ہے جب تک انسان کو اپنی اصلاح اور تربیت کی فکر نہ ہو۔

۱۲- ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! فقہا رحمہم اللہ تعالےٰ نہ ہوتے تو سب بھٹکتے پھرتے۔ وہ حضرات دین کو مدوّن فرما گئے۔ فرمایا واقعی اندھیر ہوتا یہ غیر مقلد بڑے مدعی ہیں۔ اجتہاد کے، ہر شخص ان میں کا اپنے آپ کو مجتہد خیال کرتا ہے۔ میں کہا کرتا ہوں۔ کہ اس کے موازنہ کی آسان صورت یہ ہے کہ قرآن و حدیث سے تم بھی استنباط کرو اُن مسائل کو جو فقہا کی کتابوں میں تم نے نہ دیکھے ہوں اور پھر فقہا کے استنباط کئے ہوئے اُن ہی مسائل سے موازنہ کرو۔ معلوم ہو جائے گا کہ کیا فرق ہے، کام کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کام کس طرح ہوتا ہے۔ فرمایا یہ غیر مقلدی نہایت خطرناک چیز ہے۔ اس کا انجام سرکشی اور بزرگوں کی شان میں گستاخی، یہ اس کا اوّلین قدم ہے۔

۱۳- فرمایا کہ اہلِ علم کے کام کی ایک بات بتاتا ہوں کہ دین پر عمل کرنے کا مدار سلفِ صالحین کی عظمت پر ہے اس لئے حتی الامکان ان پر اعتراض و تنقیص کی آنچ نہ آنے دینا چاہیئے۔ جیسے تصوّف نے بہت سے لوگوں کے ایمان کی تکمیل کردی۔ اسی طرح نااہلوں کے ہاتھوں سے بہت سے لوگوں کا ایمان بھی غارت ہوگیا۔ دیکھئے طعامِ لطیف جب خراب ہو جاتا ہے تو عام طعام سے زیادہ خراب ہوتا ہے اور جلد بھی ہوتا ہے۔

۱۴- ارشاد فرمایا کہ طالب کے واسطے چار چیزوں کی ضرورت ہے۔ دو تو بیعت سے پہلے اور دو بیعت کے بعد ہمیشہ تک پہلی دو چیزیں اعتقاد و اعتماد، اگر شیخ پر اعتقاد نہ ہوگا تو فائدہ نہ ہوگا۔ اعتقاد یہ ہونا چاہیئے کہ اس کی تعلیم و تربیت میرے لئے سب سے زیادہ نفع دینے والی ہے۔ یہی معنی ہیں شیخ کو اوروں سے کامل سمجھنے دوسرے اعتماد ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر اعتماد نہ ہوگا تو اُس کی تعلیم و مشورے میں خلجان رہے گا۔ باقی دو باتیں جن کی بعد بیعت ضرورت ہے۔ وہ اطلاع و اتباع ہے۔ بغیر اطلاع کے شیخ طالب کے لئے کچھ تجویز یا ترمیم نہیں کرسکتا۔ پھر جو شیخ بتلائے اس میں کمی بیشی نہ کرے۔

بچوں کا صفحہ

ماں باپ کا ادب

(از جناب عبدالمجید صاحب سالک نواں محلہ شیرانوالہ گیٹ لاہور)

عزیز بچو! جب تم پیدا ہوئے تھے تو تمہاری عجیب حالت تھی۔ اتنی طاقت نہ تھی کہ چل پھر سکتے۔ اتنی سمجھ نہ تھی کہ اپنی بھلائی بُرائی کی تمیز کر سکتے۔ یا اپنے آرام و آسائش کی تدبیر سوچ سکتے۔ اس بے بسی اور بے کسی کی حالت میں ماں باپ نے تمہیں پالا پوسا۔ آپ نے سینکڑوں تکالیف برداشت کیں۔ ہزاروں مصائب جھیلیں پر تمہارا اک بال بیکا نہ ہونے دیا۔

ماں کی محنت و مشقت اور محبت و شفقت دیکھو کہ نو ماہ پیٹ میں لئے پھری۔ اس کے خون سے تمہیں غذا ملتی رہی۔ پھر جب تم پیدا ہوئے تو بڑے پیار سے چھاتی سے لگا رکھا۔ اپنا خون دودھ کر کے تمہیں پلایا۔ پہروں گود میں بٹھلایا۔ سینے پر سلایا۔ جھولے میں جھلایا۔ تمہارے سکھ کے لئے اپنی آسائش گنوائی۔ تم ذرا روئے تو اس کا جی بیکل ہو گیا۔ تمہاری طبیعت ذرا بیکل ہوئی۔ تو اس کی جان پر بن گئی۔ اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا۔ کھانے پینے کی بھی سدھ نہ رہی دل و جان سے تمہارے علاج میں لگ گئی۔ جب تک تمہیں آرام نہ آیا اُسے چین نہ آیا۔ غرض اس کی جان تمہاری جان پر قربان اس کی آسائش تمہارے آرام پر فدا۔

باپ کو دیکھو صبح سے شام تک محنت کی۔ اپنا پسینہ بہایا۔ جب کہیں چار پیسے کما کر گھر لایا۔ تو تمہیں اپنے سے اچھا کھلایا۔ پلایا اور پہنایا۔ گو سارا دن وہ گھر سے باہر نکلا رہا۔ مگر تمہاری پرورش کا خیال اُسکو ہر دم لگا رہا۔ گھر آیا تو تمہاری صورت ہی دیکھ کر اس کا سارا غم غلط ہو گیا۔ خوشی کے مارے دن بھر کی ساری تھکن اُتر گئی۔ تم ذرا سیانے ہوئے تو علم پڑھایا۔ غرض مرتے دم تک تمہاری بہبودی و ترقی اس کے دل کی اعلٰے خواہش رہی مال و دولت جس قدر کمایا وہ تم پر خرچ کیا۔ جو بچ رہا وہ مرتے وقت تمہارے حوالے کر گیا۔

وہ ماں باپ جو اس طرح تم پر جان نثار رہے۔ اور خدا کے بعد سب سے زیادہ تمہاری حفاظت کے لئے تیار رہے۔ تمہاری ضرورتوں اور حاجتوں کے پُورا کرنے کے ذمہ دار رہے۔ تم خود ہی انصاف کرو کہ تمہیں ان کی کس قدر عزت، کس قدر حرمت، کس قدر ادب اور کس قدر خدمت کرنی چاہیئے۔ یہی تو وجہ ہے کہ خداوند پاک جل شانہٗ جہاں اپنے ساتھ شرک کرنے کی ممانعت کرتا ہے اور اپنی پرستش و عبادت کا حکم دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ماں باپ سے حسن وسلوک اور احسان و مروّت کرنے کا بھی فرمان صادر فرماتا ہے۔ چنانچہ کہیں فرمایا۔ لَا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔ اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ احسان و مروت سے پیش آؤ۔ کہیں یہ حکم دیا۔ وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک برتو۔ کہیں ماں باپ کی تکلیف کو یاد دلا کر یوں فرمان نافذ کیا۔ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھًا وَّوَضَعَتْہُ کُرْھًا۔ ہم نے انسان کو ماں باپ کے بارے میں حکم دیا۔ اس کی ماں اسے تکلیف سے کر اسے اُٹھائے پھرتی ہے۔ اور بڑے دُکھ اُٹھا کر اسے جنتی ہے۔

ہاں یہ ضرور ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ماں باپ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی پر مجبور کریں تو وہ نہ کرنا۔ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حُسْنًاط وَاِنْ جَاھَدٰکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا۔ ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے اگر اے انسان وہ تجھ سے سختی کے ساتھ اس امر کا تقاضا کریں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو جسے تو اس قابل جانتا ہی نہیں میرا شریک بنائے۔ تو اس بات میں ان دونوں کا حکم ہرگز نہ مان۔ دوسری جگہ شرک کے بارے میں ان کا کہا نہ ماننے کا حکم دے کر اس بنا پر کہ کہیں تم اس سے قطع تعلق ہی نہ کر بیٹھو۔ فرمایا۔ وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ج دُنیا میں ان کے ساتھ خوبی اور حسنِ معاشرت سے رہو۔ اور اطاعت پیروی اس کی کر جو میری طرف رجوع رکھتا ہے۔

ہفتہ وار خبریں

چاٹگانگ:- ۱۳ جون۔ مسٹر نور احمد رکن قومی اسمبلی نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ زکوٰۃ، اوقاف اور مساجد کی آمدنی کے لئے ایک باقاعدہ تنظیم قائم کرے۔ یہ آمدنی اس قدر ہو جائیگی کہ ملک کی اقتصادی حالت میں یقیناً بہت زیادہ مدد ملے گی آپ نے اسلامی آئین کے نفاذ میں غیر ضروری التواء کے بارے میں حکومت پاکستان کے رویہ پر شدید نکتہ چینی کی۔ انہوں نے صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم پاکستان سے مطالبہ کیا کہ زکوٰۃ، اوقاف اور مساجد کی وسیع آمدنی کو بلا تاخیر منظم کرنے کے لئے ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل کریں۔ تاکہ قومی معاشیات میں اس مد سے ہونے والی کثیر آمدنی سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

بیت المقدس ۱۳ جون۔ اردن میں مصری سرگرمیوں کی مذمت کرتے ہوئے "الجہاد" نے اپنی تازہ ترین اشاعت میں لکھا ہے۔ کہ مصری سفارتی دفاتر کو تونس۔ سوڈان۔ عراق۔ لبنان لیبیا۔ سعودی عرب اور اردن میں تخریبی مرکزوں کی حیثیت دیدی گئی ہے۔ "الجہاد" نے سوال کیا ہے کیا ان عرب ملکوں نے جو کچھ کاروائیاں کی ہیں وہ بلا وجہ تھیں۔ کیا ہم ان سب عربوں پر یقین کریں۔ یا صرف چند مصری لیڈروں پر۔

اخبار نے مزید لکھا ہے کہ اردن کا قصور صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس بحرانی دور میں شاہ حسین کی قیادت میں مصر کا ساتھ دیا۔ اور مصر نے اس کا انعام سازشوں اور غلط بیانیوں سے دیا۔

پشاور۔ ۱۵ جون۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نمک منڈی چوک میں چائے کی ایک دوکان کو آج صبح سویرے آگ لگ گئی۔ جبکہ ملازم چولہا جلا رہا تھا۔ تیز ہوا نے جلد ہی آگ کو ملحقہ دکانوں تک پہنچا دیا جن میں ربڑ وغیرہ کا سٹاک تھا۔ چھاؤنی اور شہر کے فائر بریگیڈ پہنچنے تک تمام علاقہ آگ کی لپیٹ میں آچکا تھا۔ بالآخر پاک فضائیہ کے فائر بریگیڈ کو طلب کیا گیا جس نے آتے ہی تمام ملحقہ عمارتیں ڈائنامیٹ سے اڑا کر آگ کو پھیلنے سے روک دیا۔ بڑی مشکل سے دوپہر تک آگ پر قابو پا لیا گیا۔ پندرہ دکانیں دو رہائشی مکان ایک مسافر خانہ اور ایک سرائے جل کر راکھ ہو گئے۔ مالی نقصان کا اندازہ دس سے پندرہ لاکھ روپیہ تک لگایا گیا ہے۔

کراچی ۱۵ جون۔ "سفینۂ عرب" ایک ہزار پندرہ حاجیوں کو لے کر کراچی سے جدہ روانہ ہو گیا۔

تہران۔ ۱۵ جون خشکی کے راستہ سے سفر کرنے والے حاجیوں کا قافلہ اصفہان پہنچ گیا۔ آج شام یہ قافلہ خرم روانہ ہوگا۔

کراچی۔ ۱۵ جون۔ فرانس اور پاکستان کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ کے لئے پیر کی صبح سے بات چیت شروع ہو رہی ہے۔ خیال ہے کہ سابقہ معاہدہ میں جس کی میعاد ختم ہو رہی ہے۔ تجدید کی جائے گی۔ فرانس پاکستانی پٹ سن کا سب سے بڑا خریدار ہے۔

لاہور۔ حکومت مغربی پاکستان نے اپنے چوتھے درجہ کے ملازمین کے بچوں کے لئے تعلیمی مراعات دینے کا اعلان

باقی صفحہ ۲۰ پر

منظور شدہ محکمہ تعلیم
(۱) بذریعہ چٹھی نمبری G/ ۱۶۴۳۱ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۵۶ء
(۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C-B-T/ ۲۷۴۰۱/ ۲۴۸۱ مورخہ ۱ ستمبر ۱۹۵۶ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۰۲۷
ایڈیٹر عبدالمنان خان
بدل اشتراک
سالانہ ...... لعہ
ششماہی ...... ۔/۲
فی پرچہ ...... ۔/۴

بقیہ ہفتہ وار خبریں

کیا ہے۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مڈل تک ان بچوں کو فیس معاف ہو۔ پرائمری تک تو پہلے ہی معاف ہے۔ یکم اپریل سے اس سکیم پر عمل ہوگا۔

——— دمشق۔ ۱۵ جون۔ بھارت کے وزیر اعظم پنڈت، جواہر لال نہرو کل بذریعہ طیارہ دمشق پہنچ گئے۔ ہوائی اڈے پر ان کا پُرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ اور آپ کو دمشق کا اعزازی شہری بنا لیا گیا۔

——— کراچی۔ ۱۳ جون۔ مرکزی حکومت کے اخراجات میں کمی کے امکانات پر غور کرنیوالی کمیٹی کے چیئرمین مسٹر جسٹس اکرم کمیٹی کے تین ممبروں کی معیت میں لاہور روانہ ہوگئے ہیں۔ آپ پانچ روز تک مرکزی حکومت کے لاہوری دفاتر میں اخراجات میں کمی کے امکانات کا جائزہ لیں گے۔

——— کراچی۔ ۱۵ جون۔ آج وفاقی دارالحکومت میں پانچ سو کے قریب افراد پر انفلوئنزا کے حملہ کی اطلاع ملی ہے۔ اس وقت تک مریضوں کی تعداد ۱۴۶۰ تک پہنچ گئی ہے۔

——— کراچی۔ ۱۴ جون۔ پاکستان بحریہ کے لئے برطانیہ سے جو ۵ جہاز خریدے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک جہاز اسی سال ستمبر میں کراچی پہنچ جائے گا۔ اس تباہ کن جہاز کا نام "بابر" رکھا جائیگا۔ اور تباہ کن جہاز "عالمگیر" اور "جہانگیر" بھی اسی سال کے آخر تک کراچی پہنچ جائیں گے۔ دو تباہ کن جہاز "خیبر" اور "بدر" پہلے ہی پاکستان پہنچ چکے ہیں۔

برطانیہ سے خریدے ہوئے ان جنگی جہازوں کو امریکہ میں جدید ترین آلات حرب سے آراستہ کیا گیا ہے۔ امریکہ میں ان جہازوں کی مرمت اور فراہمی اسلحہ امریکہ کی طرف سے پاکستان کو امداد کے ماتحت عمل میں آئی ہے۔

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔